Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۱۲ | ۵ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۷ جولائی ۱۹۳۳ء | جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ کہ حضور ۲۴ر جولائی لاہور سے پالم پور تشریف لے گئے ؛؛
نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ جمعدار نواب الدین صاحب پنشنر کارکن دفتر بیت المال کو ۲۳ر جولائی اُس راستہ میں جو محلہ دار الرحمت کے شمال میں مشرق و مغرب کو جاتا ہے۔ ایک شخص نے جو گھوڑی پر سوار تھا۔ نہایت بے احتیاطی کے ساتھ گھوڑی کے ذریعہ ایسا کچلا۔ کہ آپ اسی جگہ جان بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ شخص گھوڑی دوڑا کر اس وقت بھاگ گیا۔ مگر بعد میں گرفتار کر لیا گیا۔ ۲۴۔ کو مرحوم کا ایک کثیر مجمع کے ساتھ جنازہ پڑھایا گیا۔ اور لاش مقبرہ بہشتی میں دفن کی گئی۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ سنہ ۱۸۹۶ء میں بیعت کی اور ۵۸۔ سال کی عمر میں وفات پائی ؛؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

قادیان آنے اور گھر بنانے کے متعلق ارشاد

"میں بیعت میں اقرار لیتا ہوں۔ کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ یہ اس لئے۔ تا کہ میں دیکھوں۔ کہ بیعت کنندہ اس پر کیا عمل کرتا ہے۔ ذرہ سی نئی زمین کسی کو مل جائے۔ تو وہ گھر بار چھوڑ کر وہاں جا بیٹھتا ہے۔ اور ضروری ہوتا ہے۔ کہ وہ وہاں رہے۔ تا وہ زمین آباد ہو۔ محمد حسین جیسے کو بھی بار میں جا کر ٹھہرنے کی ضرورت آ پڑی۔ پھر ہم جو ایک نئی زمین۔ اور ایسی زمین دیتے ہیں۔ جس میں اگر صفائی۔ اور محنت سے کاشت کی جایا کرے۔ تو ابدی پھل لگ سکتے ہیں۔ کیوں یہاں آ کر لوگ گھر نہیں بناتے۔ اور اگر اس بے احتیاطی کے ساتھ اس زمین کو کوئی لیتا ہے۔ کہ بیعت کے بعد یہاں آنا۔ اور چند روز ٹھیرنا بھی دوبھر اور مشکل معلوم دیتا ہے۔ تو پھر اس کی فصل کے پکنے۔ اور بارآور ہونے کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ خدا تعالے نے قلب کا نام بھی زمین رکھا ہے۔ اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا۔ زمیندار کو کس قدر تردد کرنا پڑتا ہے۔ بیل خریدتا ہے۔ ہل چلاتا ہے۔ تخم ریزی کرتا ہے۔ آبپاشی کرتا ہے۔ غرضیکہ بہت بڑی محنت کرتا ہے۔ اور جب تک خود دخل نہ دے۔ کچھ بھی نہیں بنتا"

(الحکم ۲۴ر جولائی سنہ ۱۹۰۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چندہ کی سہ ماہی رپورٹیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حضور پیش ہونگی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے۔ کہ سہ ماہی رپورٹیں جو جماعتوں سے دفتر بیت المال میں آئیں۔ وہ میرے سامنے پیش کی جائیں۔ تاکہ حضور معلوم کر سکیں۔ کہ کون کونسی جماعتیں یا افراد اپنا چندہ پورا ادا نہیں کر رہے۔ حضور نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ آئندہ بھی سہ ماہی رپورٹیں میرے سامنے پیش کی جایا کریں۔

پس عہدہ داران مال کو چاہیئے کہ اپنی رپورٹیں مکمل کر کے۔ اور صاف خط میں لکھ کر بھیجیں۔ ناظر بیت المال

اصل کشمیر کمیٹی کا جلسہ

۶ اگست ۱۹۳۳ء کو ہوگا

اصل آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے بعض ممبروں نے اپنے طور پر اس کا ایک اجلاس منعقد کرنے کی تجویز کی تھی۔ تا سر محمد اقبال صاحب اور ان کے ساتھیوں کے ایک نئی کشمیر کمیٹی بنا لینے کے باعث جو صورت حالات پیدا ہو گئی ہے۔ اس پر غور کیا جا سکے۔ جلسہ کے انعقاد کی تاریخ آج ۲۳ - جولائی تھی۔ لیکن چونکہ بعض ممبروں کی طرف سے شکایت موصول ہوئی ہے کہ انہیں ایجنڈا نہیں مل سکا۔ اور بعض دُور دراز مقامات پر رہنے والوں کی طرف سے اس عذر کی وجہ سے کہ نوٹس بہت قلیل وقت کا ہے منتظمین نے اسے ۶ اگست پر ملتوی کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا۔ کہ اس اجلاس کے لئے نئے نوٹس رجسٹرڈ ارسال کئے جائیں۔

جلال الدین شمس

قائم مقام امیر جماعت احمدیہ امرتسر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ڈاکٹر محمد منیر صاحب امیر جماعت احمدیہ امرتسر کی علالت - اور مقامی جماعت سے غیر حاضری کی وجہ سے ڈاکٹر معراج الدین صاحب کو یکم جولائی سے تین ماہ کے لئے جماعت احمدیہ امرتسر کا قائم مقام امیر مقرر فرمایا ہے۔ ڈاکٹر محمد منیر صاحب شملہ میں زیر علاج ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے خاص طور پر دُعا فرمائیں۔

ناظر اعلےٰ - قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے چند نصائح

گو اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایک معقول حصہ جماعت نے مقررہ چندوں کی باقاعدہ ادائیگی کی طرف اخلاص سے توجہ کی ہے۔ لیکن ابھی کئی جماعتیں اور افراد ایسے ہیں۔ جنہوں نے اس طرف کم توجہ کی ہے۔ یا بالکل نہیں کی۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے وُہ نصائح شائع کئے جاتے ہیں۔ جو حضور نے ۱۹۳۱ء میں چندۂ خاص کے متعلق فرمائے تھے۔ اور جو بہت ہی مؤثر ثابت ہُوئے تھے۔ ناظر بیت المال -

آپ کے راستہ میں مشکلات ہیں۔ تو یاد رکھیں۔ کہ یہ مشکلات اوروں کے راستہ میں بھی ہیں۔ مگر باوجود اس کے وُہ خدا تعالےٰ کی راہ میں قربانی سے نہیں ڈرے۔ بلکہ ابھی اور قربانی کرنے کو تیار ہیں ؛

اگر آپ کے اخراجات کی زیادتی آپ کے لئے مانع ہے۔ تو یاد رکھیں۔ کہ اخراجات کی زیادتی کے ذمہ دار زیادہ تر آپ ہی ہیں۔ سلسلہ کی ذمہ واری دُوسرے نمبر پر نہیں ہے بلکہ پہلے نمبر پر ہے ؛

آپ کو ان دلیلوں سے تسلی نہیں ہونی چاہیئے۔ جن سے آپ لوگوں کو خاموش کرا سکیں۔ بلکہ ان سے جو قیامت کے دن خدا تعالےٰ کے سامنے پیش کر سکیں ؛

ایک وقت تھا۔ کہ ہندوستان قربانی سے خالی تھا۔ اس وقت آپ کی قربانی بڑی نظر آتی تھی۔ اب ہندوستان میں قربانی کا احساس ہو گیا ہے۔ اور دُوسری اقوام سے زیادہ قربانی کئے بغیر آپ سرخرو نہیں ہو سکتے ؛

وُہ شخص جو اس بات کی انتظار میں رہتا ہے۔ کہ کوئی دُوسرا مجھے تحریک کرے۔ وُہ اپنے ایمان کی فکر کرے۔ مومن کا کام نیک تحریک کرنا ہے۔ نہ کہ دُوسرے کی تحریک کا منتظر رہنا ؛

وُہ شخص جو اپنے نفس کے لئے عذر تلاش کرنے میں لگا رہتا ہے۔ ناکام رہتا ہے۔ کامیابی کا مونہہ وُہی دیکھتا ہے۔ جو اپنے نفس کا محاسبہ کرنے میں سختی سے کام لیتا ہے ؛

یہ مت خیال کرو۔ کہ تم امتحان میں پڑ گئے۔ یہ تو محض امتحان کی تیاری ہے۔ امتحان تو آنے والا ہے۔ جو آج گھبراتا ہے۔ اس کا کل کیا حال ہوگا ؛

مبارک ہیں وُہ جو ہر امتحان کے لئے تیار رہتے ہیں۔ جنہیں اس امر کا صدمہ نہیں۔ کہ اُن سے قربانی کیوں طلب کی جاتی ہے۔ بلکہ اس امر کا خوف ہے۔ کہ حقیقی قربانی کے مطالبہ سے پہلے وُہ اس دُنیا سے رخصت نہ ہو جائیں۔ ہاں مبارک ہیں وُہ کیونکہ فتح اُن ہی کے نام لکھی جائے گی

خاکسار :- میرزا محمود احمد

معذرت

جناب سید حبیب صاحب نے "الفضل" کے ایک نوٹ کو پیش نظر رکھتے ہُوئے اس بات پر اپنے ایک مضمون میں رنج کا اظہار کیا ہے۔ کہ "الفضل" میں ان کے متعلق سخت الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے اپنے سلسلہ مضامین میں بڑی متانت اور تہذیب سے کام لیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ سید صاحب کے پیش نظر اپنے وُہ دل آزار الفاظ نہیں تھے۔ جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بار بار استعمال کئے ہیں۔ اور جن میں سے چند ایک بطور نمونہ ایک دوسرے مضمون میں پیش کئے جائینگے اس وقت ہم انہیں یقین دلانا چاہتے ہیں۔ کہ "الفضل" کے اس نوٹ میں اصل مخاطب عملۂ "سیاست" اور نامہ نگار تھا۔ نہ کہ سید صاحب۔ باوجود اس کے ان کو جو الفاظ ناگوار گزرے۔ ان کے متعلق اظہار افسوس کرتے ہُوئے ہم عذر خواہ ہیں ؛

توسیع اشاعت الفضل

احباب کرام کو واضح ہو۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مجلس مشاورت پر اور جلسۂ دسمبر پر افسوس ظاہر فرمایا تھا کہ الفضل کی تعداد اشاعت کئی سالوں سے ایک ہی چلی آتی ہے۔ حالانکہ جماعت کی تعداد روز افزوں ہے۔ اس لئے تمام سکرٹریان و منتظمان وامرا و انجمن احمدیہ کا فرض ہے۔ کہ وُہ توسیع اشاعت میں حصہ لیں۔ اور اپنے اپنے مقام پر کوشش فرمائیں۔ کہ جماعت کا ہر پڑھا لکھا احمدی الفضل منگوایا کرے۔ ہم ہر قسم کی سہولت مہیا کرنے کے لئے تیار ہیں ؛ منیجر الفضل - قادیان

مولوی فرزند علی صاحب شملہ میں

خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور عامہ کے شملہ تشریف لے جانے کی اطلاع ایک گزشتہ پرچہ میں دی جا چکی ہے۔ خانصاحب موصوف

68

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

انتہائی قربانی کے بغیر کامل ترقی نہیں ہو سکتی

ایک لطیف رؤیا اور اس کی تعبیر

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۱ جولائی ۱۹۳۳ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

چونکہ جس جگہ (پالم پور) ان دنوں میرا قیام ہے۔ وہ رستہ کے لحاظ سے اور مسافت کے لحاظ سے بھی ایسی ہے۔ کہ نہایت آسانی سے پانچ چھ گھنٹہ میں یہاں پہنچا جا سکتا ہے۔ اس لئے میرا ارادہ تھا۔ کہ میں ایک دو جمعوں کے بعد آنے والے جمعہ کے دنوں میں قادیان نماز پڑھایا کرونگا۔ اسی ارادہ کے ماتحت اس ہفتہ میرا ارادہ تھا۔ کہ قادیان جاؤں۔ اور

جمعہ کی نماز

پڑھاؤں۔ اور اس کے بعد لاہور میں کشمیر کمیٹی کے اجلاس میں ہوتا ہوا واپس چلا جاؤں۔ اس خیال کے بعد بعض مضامین میرے ذہن میں آئے۔ اور میں نے خیال کیا۔ کہ ان کے متعلق خطبہ میں میں اپنے خیالات ظاہر کروں گا۔ لیکن آج

ایک ایسا واقعہ

پیش آیا۔ جس کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ مجھے اپنا ارادہ بدلنا پڑا۔ بلکہ اس کے اثر کے ماتحت وہ مضامین بھی ذہن سے نکل گئے۔

وہ واقعہ ایک رؤیا تھا۔

ایسی عجیب قسم کا رؤیا

جسکو آنکھ کھلتے وقت میں سمجھنے سے بالکل قاصر تھا۔ اور دل پر

ایک عجیب ہیبتناک اثر

تھا۔ مگر جوں جوں اس کی ظاہری صورت کی ہیبت دور ہوتی گئی۔ اور تعبیر روشن ہوتی گئی۔ اس کے اثر کی کیفیت بھی ساتھ کے ساتھ بدلتی گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

علم الرؤیا پر بحث

فرماتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ بعض دفعہ ایک بہت بڑے خواب کی تعبیر چھوٹی ہوتی ہے۔ اور بعض دفعہ چھوٹی خواب ہوتی ہے مگر اس کی تعبیر بہت بڑی ہوتی ہے۔ بعض خوابوں میں

برا نظارہ

دکھایا جاتا ہے۔ مگر اس کی تعبیر اچھی ہوتی ہے۔ اور بعض دفعہ نظارہ اچھا دکھایا جاتا ہے۔ مگر اس کی تعبیر بری ہوتی ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ سارا کا سارا مضمون آپ نے کسی ایک کتاب میں لکھا ہے یا متفرق مقامات پر۔ مگر لکھا ہے اور اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خواب میں

ایک بہت بڑے نظارہ کی تعبیر

چھوٹی ہونے کی مثال دیتے ہیں۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں دیکھا۔ کہ چاند۔ سورج۔ ستارے آپ کو سجدہ کرتے ہیں۔ مگر تعبیر کیسی معمولی نکلی۔ کہ ماں باپ اور بھائی ان کے تابع ہو جائیں گے۔ خواب میں تو دکھایا گیا۔ کہ سورج چاند۔ ستارے سجدہ کرتے ہیں۔ مگر تعبیر یہ ہے۔ کہ باپ سوتیلی ماں اور گیارہ بھائی ان کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ ایک

بڑی خواب کی چھوٹی تعبیر

کی مثال ہے۔ پھر چھوٹی خواب کی بڑی تعبیر کی مثال آپ نے وہ دی ہے۔ جس میں مصر کے بادشاہ نے دیکھا تھا۔ کہ سوکھی گائیں بڑی گائیوں کو کھا گئی ہیں۔ بظاہر یہ ایک کتنا چھوٹا سا نظارہ ہے۔ اور بظاہر کتنی معمولی بات ہے۔ مگر ایسا

شدید قحط

پڑا۔ کہ ہزار ہا میل کے علاقہ میں سات سال تک دنیا اس سے تباہ ہوتی رہی۔ اور آخر آٹھویں سال اللہ تعالےٰ کی مدد آئی۔ اور اس نے اس بلا کو دور کیا۔ اسی طرح کبھی برا نظارہ ہوتا ہے۔ مگر تعبیر اچھی ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

بعض خوابوں کی تعبیریں

بیان فرمائی ہیں۔ مثلاً آپ نے فرمایا۔ کہ خواب میں پاخانہ نظر آئے تو اس کی تعبیر مال ہوتی ہے۔ یا خون نظر آئے۔ تو اس کے معنی بھی مال کے ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس بعض چیزیں اچھی ہوتی ہیں۔ مگر ان کی تعبیر بری ہوتی ہے۔ مثلاً خواب میں گنے کھانا یا بینگن کھانا یہ اچھی چیزیں ہیں۔ مگر تعبیر ان کی رنج و غم کا پہنچنا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص بکرا لٹکا ہوا دیکھے۔ تو اس کے معنی موت کے ہوتے ہیں۔ یا کچا گوشت دیکھے۔ جو سید الطعام لحم کے مطابق بہت اچھی چیز ہے۔ مگر اس کی تعبیر بھی غم ہے۔ تو

خوابوں کی تعبیر

کا عجیب معاملہ ہوتا ہے۔ خواب میں ایک شخص اپنے دوست کے متعلق دیکھتا ہے۔ کہ وہ مر گیا ہے۔ لیکن مراد اس سے یہ ہوتی ہے کہ وہ

دین میں کامل

ہو گیا۔ یا اس کی زندگی لمبی ہوگی۔ ہاں بعض دفعہ اس سے بیدینی بھی مراد ہوتی ہے۔ خواب میں ہنسنا ہمیشہ برا ہوتا ہے۔ مگر

رونے کی تعبیر خوشی

ہے۔ سونا دیکھے۔ جو ایک قیمتی چیز ہے۔ تو اس کے معنی رنج کے ہوتے ہیں۔ لیکن اگر چاندی دیکھے۔ جو سونے کے مقابلہ میں بہت کم قیمت رکھتی ہے۔ تو اس کے معنی خوشی اور ترقی کے ہوتے ہیں۔ یہ سب تعبیریں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف مقامات پر لکھی ہیں۔ پھر آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ کہ بعض دفعہ انسان ایک رؤیار دیکھتا ہے۔ جس کے ساتھ بعض کیفیات ہوتی ہیں۔ جو اصل میں خواب کا حصہ نہیں ہوتیں بلکہ دنیا سے متعلق ہوتی ہیں۔ مثلاً ایک شخص دیکھتا ہے۔ کہ وہ گنا کھاتا۔ اور خوش ہو رہا ہے۔ یا بینگن کھا کر خوش ہو رہا ہے۔ مگر مراد اس سے غم ہی ہے۔ یہ خوشی دراصل

دنیا سے متعلق کیفیت

ہے۔ چونکہ وہ گنے یا بینگن کو دیکھ کر دنیا میں خوش ہوتا ہے۔ اس لئے وہ خوشی خواب کا حصہ نہیں۔ یا ایک شخص بیان کرتا ہے۔ کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں نے خواب میں دیکھا۔ کوئی شخص کچا گوشت تقسیم کر رہا ہے اور میں نے اس کے ساتھ لڑ کر اپنا حصہ بھی لے لیا۔ تو یہ شوق اور خوشی دنیا کا حصہ ہے۔ جو اسے گوشت کو دیکھ کر حاصل ہوئی۔ اصل خواب گوشت دیکھنا ہی ہے۔ یا مثلاً ایک شخص خواب میں دیکھتا ہے۔ کہ اس کا کوئی دوست مر گیا۔ اور وہ روتا ہے تو یہ رونا دنیا کی کیفیت ہے۔ جو دوست کے مرنے پر پیدا ہوتی ہے۔ اصل یہی ہے۔ کہ اس کے دوست کی عمر بڑھے گی یا

اللہ تعالیٰ کی محبت

اس کے اندر پیدا ہو گی۔ اسی طرح ایک شخص سونے کے کنگن خواب میں دیکھتا۔ اور خوش ہوتا ہے۔ یہ خوشی اس لئے ہے۔ کہ وہ سونے کو دنیا میں اچھا سمجھتا ہے۔ ورنہ تعبیر اس کی اچھی نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خواب میں سونے کے کنگن دیکھے۔ لیکن آپ چونکہ

معرفت میں کامل

تھے۔ اس لئے آپ نے انہیں پسند نہیں کیا۔ چنانچہ فرمایا۔ کہ میں نے پھونک ماری۔ اور وہ اڑ گئے۔ اس کی تعبیر آپ نے یہ فرمائی۔ کہ

دو کاذب مدعی

میرے مقابل پر آئیں گے۔ مگر ناکام رہیں گے۔ غرض میں جب رویاء دیکھنے کے بعد اٹھا۔ تو میری عجیب کیفیت تھی۔ اور ایسا

نرالا رویاء

تھا۔ جو کسی اثر کے ماتحت بالکل نہیں ہو سکتا۔ اور اگر اس کی تعبیر مجھ پر جلد نہ کھل جاتی۔ تو ایک لمبے عرصے تک میرے لئے تعجب اور پریشانی کا موجب بنی رہتی؛

وہ رویاء یہ ہے

کہ میں خواب میں دیکھتا ہوں۔ کہ ایک کمرہ ہے۔ جس کی بہت سی مشابہت اس گول کمرہ سے ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوے سے پہلے مہمانوں کے لئے اور اپنے آرام کے لئے بنوایا تھا۔ ہم چھوٹے چھوٹے تھے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں مہمانوں کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے۔ اور اگر مجالس مسجد میں نہ فرماتے۔ تو وہاں بیٹھتے تھے۔ رویاء میں مجھ پر یہ اثر تو نہیں۔ کہ یہ وہی

گول کمرہ

ہے۔ مگر مشابہت اس سے ضرور ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ میں اس کے اندر ہوں۔ وہاں ایک میز پڑی ہے۔ ایک کرسی اس کے ایک طرف اور ایک دوسری طرف ہے۔ شائد کوئی تیسری بھی ہو۔ مگر مجھے اس وقت خیال نہیں۔ جو کرسی شمال کی طرف ہے اس پر ایک ایسا شخص بیٹھا ہے۔ جو میں سمجھتا ہوں۔ کہ

سلسلہ کا دشمن

ہے۔ دوسری پر میں بیٹھا ہوں۔ کہ میں بیٹھا تھا۔ ہم سے ہٹ کر مشرق کی طرف کچھ لوگ اور بیٹھے ہیں۔ جو ابتدا میں ہماری طرف متوجہ نہیں تھے۔ میز پر ایک چھوٹی سی شیشی یا گلاس جیسا عرب لوگ قہوہ نوشی کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اور ایک بوتل ہے۔ جس میں میں سمجھتا ہوں۔ زہر ہے۔ میں نے بوتل میں سے کچھ قطرے گلاس میں ڈالے ہیں۔ اور پانی یا کوئی اور پینے کی چیز حل کرنے کے لئے اس میں ملائی ہے۔ گویا میں اسے پینا چاہتا ہوں۔ رویاء میں ہی مجھ پر یہ اثر ہے۔ کہ یہ ایسا زہر ہے جو قاتل ہے۔ اور جس سے خودکشی کی جاتی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ دشمن سلسلہ بھی یہی سمجھتا ہے۔ کہ میں خودکشی کر رہا ہوں۔ اور چاہتا ہوں۔ کہ وہ یہی سمجھتا رہے۔ لیکن میں بخوبی جانتا ہوں کہ پینے کے لئے میں نے جو ڈالا ہے۔ وہ اتنا زہر نہیں۔ کہ ہلاک کر سکے۔ بلکہ

اتنی مقدار دوائی

ہے۔ ہاں مخالف یہی سمجھتا ہے۔ کہ یہ خودکشی کرنے لگا ہے۔ اتنے میں میں نے مڑ کر دوسرے لوگوں کی طرف دیکھا۔ اور پھر مڑا ہوں کہ اس زہر کو پی لوں۔ مگر خیال آیا۔ کہ شائد اس مخالف نے میری دوسری طرف متوجہ ہونے پر اس میں زہر کی مقدار زیادہ نہ کر دی ہو۔ اور حیران ہوں۔ کہ اب کیا کروں۔ آخر میں فیصلہ کرتا ہوں۔ کہ اسے گرا دوں۔ اور پھر مقررہ مقدار ڈال کر پیئوں۔ لیکن ساتھ ہی مجھے یہ بھی خیال ہے۔ کہ یہ مخالف جو سمجھتا ہے۔ کہ میں خودکشی کرنے لگا ہوں۔ اس پر ظاہر ہو جائے گا۔ کہ یہ خودکشی نہیں کر رہا۔ اس پر خیال کرتا ہوں۔ کہ اسے نہیں پھینکوں گا۔ لیکن پھر خیال آتا ہے۔ کہ ممکن ہے۔ اس نے اور زہر ملا دیا ہو۔ اور پھر اسے پھینک دینے کا فیصلہ کرتا ہوں۔ مگر جب پھینکنے لگتا ہوں۔ تو خیال آتا ہے۔ کہ یہ کہیگا۔ اگر واقعی خودکشی کرنے لگا تھا۔ تو اور چند قطرے ملا دینے کی وجہ سے ڈر کیوں گیا۔ یہ بات اس کے ارادہ کی اور زیادہ ممد ہوئی۔ اور اس کے لئے آسانی پیدا کر دی۔ اور واقعی جب میں پھینکنے لگتا ہوں۔ تو وہ یہی اعتراض کرتا ہے۔ کہ اگر واقعی آپ خودکشی کرنے لگے تھے۔ تو پھر اسے پھینکنے کی کیا وجہ ہے۔ مگر میں اسے گرا دیتا ہوں۔ اور پھر اپنے ہاتھ میں بوتل لے کر اس میں سے اتنے ہی قطرے ڈالتا ہوں۔ جو میں سمجھتا ہوں۔

انتہائی خوراک

ہے۔ اور پھر گلاس کو بھی اور بوتل کو بھی اپنے ہاتھ میں پکڑے رکھتا ہوں۔ تاکہ میری نگاہ ادھر ادھر ہونے پر اس میں وہ پھر اضافہ نہ کر دے۔ جو لوگ پرے ہٹ کر بیٹھے ہیں۔ ان میں سے بھی بعض اپنے دوست معلوم ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک کو دیتا ہوں۔ کہ اس میں پانی یا عرق ڈال دو؛

یہ رویاء ہے۔ جو میں نے دیکھا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ایک مومن کے لئے

خودکشی کی ظاہری شکل

بھی ایسی بھیانک ہے۔ کہ رویاء دیکھتے ہوئے یکلخت میری آنکھ کھل گئی۔ اور اس کا میرے دل پر ایک عجیب بوجھ تھا۔ میں اسے دل سے نکالنا اور بھلانا چاہتا تھا۔ مگر یہ پھر غالب آجاتی تھی۔ یہاں تک کہ میں نے اسے بھلانے کی بجائے

سمجھنے کی کوشش

شروع کر دی۔ اور غور کرنے پر مجھے معلوم ہوا۔ کہ یہ تو ایک نہایت عجیب بات تھی۔ اور

اس خواب کی تعبیر

یہ ہے۔ کہ جب کبھی کسی مومن جماعت کو اللہ تعالیٰ قائم کرتا ہے۔ تو اس کے سپرد ایسے کام کر دیتا ہے۔ جنہیں

لوگ خودکشی سمجھتے ہیں

ان جماعتوں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جانیں اپنے مال اپنے اوقات اور اپنی عزت و آبرو

سب کچھ قربان کر دینے کا مطالبہ

کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ لوگ کہنے لگ جاتے ہیں۔ کہ یہ پاگل ہیں۔ اور خودکشی کر رہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے لئے

ایک نگران

مقرر کرتا ہے۔ جو اس بات کا اندازہ کرتا رہتا ہے۔ کہ جماعت کی قربانی آخری حد سے آگے نہ بڑھنے پائے۔ اور ان کے لئے زہر کا مترادف نہ ہو جائے۔ بلکہ اس سے نیچے نیچے رہے۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ سب زہر

ایک مقررہ حد تک

نہایت مقوی ہوتے ہیں۔ سنکھیا خطرناک قسم کا زہر ہے۔ مگر پرانے ملیریا میں جب کونین دیتے دیتے تھک جائیں۔ تو اس کی مقررہ مقدار سے فائدہ ہوتا ہے۔ پھر آتشک جیسے موذی مرض کا علاج بھی پارہ اور سنکھیا وغیرہ زہروں کے مرکبات سے کیا جاتا ہے۔ اسی طرح

سرطان اور پرانے زخم

وغیرہ جو اچھے نہیں ہوتے۔ ان میں بھی سنکھیا وغیرہ کھلاتے یا اس کی دھونی دیتے ہیں۔ اسی طرح افیون بھی زہر ہے۔ مگر ہزارہا ادویات میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ افیون

آدھی طب

ہے۔ پھر بیش ایک نہایت خطرناک زہر ہے۔ جس کی تھوڑی سی مقدار بھی انسان کو ہلاک کر دیتی ہے۔ مگر بیش ہی ہے جس سے

گری ہوئی طاقت

69

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۱۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

عورتوں کی بے پردگی کے شرمناک نتائج

بے پردگی کے حامیوں کو بروقت انتباہ

حیرت انگیز امر

اس سے بڑھ کر حیرت انگیز امر اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ عورتوں کی بے پردگی کے حامی اور دلدادہ بے پردگی کے افسوسناک نتائج پر چیخ و پکار مچاتے اور ان نتائج کے انسداد کے لئے بے تابی کا اظہار کرتے ہوئے بھی پردہ کی مخالفت کر رہے ہیں۔

یورپ میں بے حجابی کے نتائج

یورپ میں عورتوں کی بے حجابی۔ اور مردوں کے ساتھ آزادانہ میل جول نے جو حالت پیدا کر رکھی ہے۔ اس کی طرف سے وہاں کلیتہً اغماض برتا جاتا ہے۔ بلکہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ان لوگوں میں اس بارے میں کوئی احساس ہی نہیں پایا جاتا۔ وہاں نہ تو ایک اجنبی مرد۔ اور اجنبی عورت کے اکٹھے پھرنے ہوٹلوں اور سیر گاہوں میں جانے پر شور مچایا جاتا ہے۔ نہ مردوں اور عورتوں کے کلبوں میں جمع ہو کر رنگ رلیاں منانے پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ نہ نوجوان لڑکیوں کا نوجوان لڑکوں کے ساتھ جہاں جی چاہے۔ چلے جانے کو اغوا قرار دیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ بن بیاہی لڑکیوں کے ماں بن جانے پر بھی بُرا نہیں منایا جاتا۔ بلکہ ان سب باتوں کو اس طرح گوارا کیا جاتا ہے کہ گویا یہ کوئی عیب ہی نہیں۔ اور ان لوگوں کے لئے جو عورتوں کو غیر مردوں کے ساتھ میل جول رکھنے کی کامل آزادی دیں۔ اور جو انہیں زیب و زینت کی کھُلی نمائش کرنے کی حق دار بتائیں۔ ان کے لئے سوائے اس کے چارہ بھی کیا ہے۔ کہ جو بھی نتائج رونما ہوں انہیں خوشی کے ساتھ برداشت کریں۔

یورپ کی تقلید کرنے والوں پر تعجب

لیکن تعجب ان لوگوں پر ہے۔ جو عورتوں میں بے پردگی۔ اور اس کے دوسرے لوازمات کے لحاظ سے تو یورپین عورتوں کی پوری پوری تقلید کرنے کے سامان بہم پہنچاتے ہیں۔ لیکن جب اس کے لازمی نتائج رونما ہوتے ہیں۔ تو پھر ان کے خلاف شور مچانا شروع کر دیتے ہیں:-

ہندوؤں کا بے جا واویلا

کچھ عرصہ سے ہندوؤں میں نوجوان لڑکیوں اور عورتوں کے اغوا کے متعلق بہت واویلا ہو رہا ہے۔ ہندو اخبارات اس بارے میں بڑے غیظ و غضب کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں تمام ان امور کو معیوب قرار دے رہے ہیں۔ جو بے پردگی۔ اور غیر مردوں سے اختلاط کی کھُلی اجازت دینے کا لازمی نتیجہ ہیں۔ مثلاً کہا جا رہا ہے۔ کہ "ہندو دیویوں کو اس قدر آزادی دے دینا۔ اور انہیں تیتریاں بنا کر کھُلے منہ بازاروں میں چلنے پھرنے کی اجازت دینا کسی صورت میں بھی مناسب نہیں۔" "عورتوں کا سنیما۔ ناچ۔ ٹینس ٹڑیری لیگ وغیرہ میں مردوں کے ساتھ مل کر رنگ رلیاں مچانا درست نہیں۔" حالانکہ جب بے پردگی کو رواج دیا جا رہا ہے۔ اور عورتوں کا یہ حق سمجھا جاتا ہے۔ کہ وہ بن سنور کر جہاں چاہیں۔ جا سکتی ہیں۔ تو پھر اس کے نتائج کو بھی برداشت کرنا چاہیئے۔ نہ تو عورتوں کو سنیما۔ ناچ۔ اور ٹینس وغیرہ میں مردوں کے ساتھ ملنے سے روکنا چاہیئے۔ نہ ان کے بناؤ سنگھار پر اعتراض کرنا چاہیئے۔ اور نہ اغوا کا ذکر تک زبان پر لانا چاہیئے۔ سوائے اس کے کہ زبردستی اور مرضی کے خلاف کوئی کسی لڑکی کو بھگا لے جائے۔ یہ کیا۔ کہ ایک طرف تو یورپ کی تقلید میں عورتوں کو ہر طرح کی آزادی دی جا رہی ہے۔ منہ ڈھانپ کر کسی عورت کا باہر نکلنا خلاف تہذیب قرار دیا جاتا ہے۔ زیب و زینت کو چھپانا معیوب بتایا جاتا ہے۔ اور اپنے گھروں میں عورتوں کا رہنا ظلم ٹھیرایا جاتا ہے۔ لیکن دوسری طرف جب وہی نتائج رونما ہوتے ہیں۔ جنہیں یورپ خوشی کے ساتھ برداشت کر رہا ہے۔ تو شور مچایا جاتا ہے۔ اور "دیویوں کی حفاظت" کے لئے اپیلیں کی جاتی ہیں:-

ہندو عورتوں کی بے پردگی کی حمایت

اخبار "پرتاپ" کو اپنے ہی الفاظ میں پیش کردہ اس حقیقت کے تسلیم کرنے سے انکار ہے۔ گو نہایت دبے الفاظ میں۔ کہ "ہندو عورتیں مغربی فیشن کی کچھ ایسی دلدادہ و شیدا ہو رہی ہیں۔ کہ حیا و حجاب کو جواب دے بیٹھی ہیں۔ اور خود دوسروں کو دعوت دیتی ہیں۔ کہ وہ ان کے حسن و جمال کے مزے لیں۔" اور وہ ان مسلمانوں کی مثال پیش کر کے جو اسلامی پردہ کی پابندی ترک کر رہے ہیں۔ پردہ کو عورتوں کے لئے ناقابل برداشت ظلم قرار دیتے ہوئے اس خیال کی بنا پر اس بے پردگی کا جواز ثابت کرنا چاہتا ہے۔ جو ہندو عورتوں میں رائج ہے۔ کہ

"اگر کوئی شخص دریا کی رَو کو بدل سکتا ہے۔ تو پردہ بھی قائم رہ سکتا ہے۔ اندھوں کی میں نہیں کہتا۔ لیکن جن کو پرماتما نے آنکھیں دی ہیں۔ وہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ پردہ کی رسم اس دنیا میں چند روز کی مہمان ہے۔ یوں ہی کیوں نہ کہہ دوں۔ کہ اس وقت کوئی اس کا نگہبان ہے۔ تو اسلام ہے۔ لیکن اسلام بھی زمانہ کی بڑھتی ہوئی بے پردگی کے مقابلہ میں اپنی ہار مان رہا ہے۔"

بے پردگی کے حامیوں کی ہار

مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ زمانہ کی بڑھتی ہوئی بے پردگی کے مقابلہ میں اسلام اپنی ہار نہیں مان رہا۔ بلکہ بے پردگی کو رواج دینے والے۔ اور اسلام کی اس تعلیم کی خلاف ورزی کرنے والے خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ کہلاتے ہوں بے پردگی کے شرمناک نتائج بہت بُری طرح محسوس کر رہے ہیں۔ اور ہندو بے پردگی میں جتنے آگے بڑھ چکے ہیں۔ اتنے ہی اس کے مضرات پر چلا رہے ہیں۔ اس کے ثبوت میں بطور مثال ہم "پرتاپ" کو ہی پیش کرتے ہیں۔ جس نے حال ہی میں لکھا ہے۔ کہ:-

"ہم دوسرے صوبوں کے متعلق تو کچھ کہہ نہیں سکتے۔ لیکن پنجاب میں عام طور پر۔ اور لاہور میں خاص طور پر یہ وبا روز بروز بڑھ رہی ہے کہ کچھ نوجوان سڑکوں پر جاتی ہوئی دیویوں کو تنگ کرتے رہتے ہیں۔ ان بدتمیز اور بے شرم نوجوانوں نے کسی بھی جوان لڑکی کا اکیلا گھر سے نکلنا ناممکن بنا دیا ہے۔ پچھلی دیوالی کے موقعہ پر کچھ وارداتیں ہوئی تھیں۔ جن میں ہندو دیویوں کو سر بازار چھیڑا گیا تھا۔ پرسوں ملکہ کے بت کے پاس پھر کچھ نوجوانوں کو گرفتار کیا گیا تھا۔ جو کہ ہندو دیویوں کو تنگ کر رہے تھے۔ یہ دو تو خاص مثالیں ہیں۔ لیکن عام طور پر دیکھا گیا ہے۔ کئی نوجوان سڑکوں پر ٹہلتے ہوئے بکواس کرتے رہتے ہیں۔ اور لڑکیوں کو طرح طرح کے بیہودہ مذاق کرتے ہیں۔ ایسے نوجوان چاہے وہ ہندو ہوں۔ یا مسلمان۔ سوسائٹی کے لئے باعثِ شرم ہیں۔"

(پرتاپ ۱۶ جولائی)

ہندو عورتوں کو چھیڑنے کی وبا

ان سطور سے جہاں یہ ظاہر ہے۔ کہ دیویوں کو تنگ کرنے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چھیڑنے کی وبا روز بروز بڑھ رہی ہے۔ وہاں اس بات کی بھی تصدیق ہو جاتی ہے۔ کہ "ہندو عورتیں خود دوسروں کو دعوت دیتی ہیں۔ کہ وہ ان کے حسن و جمال کے مزے لیں" کیونکہ جس قسم کی وارداتوں کا "پرتاپ" نے ذکر کیا ہے۔ ان میں بالفاظ اسکے "ہندو دیویوں کو ہی سر بازار چھیڑا گیا" اور "نوجوان سڑکوں پر جاتی ہوئی دیویوں کو ہی تنگ کرتے رہتے ہیں"

وبا کا موجب بے پردگی ہے

اس خرابی اور اس وبا کے روز بروز بڑھنے کا موجب اگر ہندو عورتوں کی بے پردگی نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ اور اگر زمانہ کی بڑھتی ہوئی بے پردگی اس قدر مقبولیت حاصل کر رہی ہے۔ کہ "پرتاپ" کے نزدیک اسلام کو بھی اس کے مقابلہ میں ہار ماننی پڑے گی۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ "پرتاپ" اس بے پردگی کے اس نتیجہ کے خلاف شور مچا رہا ہے۔ وہ کیوں اسے ٹھنڈے دل سے برداشت نہیں کر لیتا۔ اس کے واویلا سے تو ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ خود بھی بے پردگی سے نالاں ہے

بے پردگی کو نہ روکنے کا نتیجہ

اس قسم کی حرکات کرنے والے نوجوان بلا شبہ سوسائٹی کے لئے باعثِ شرم ہیں۔ لیکن اس قسم کی حرکات کا موقعہ دینے والی لڑکیاں بھی باعثِ فخر نہیں کہلا سکتیں۔ ان کا بن سنور کر اٹھکیلیاں کرتے ہوئے سڑکوں پر سیر کے لئے گھر سے نکلنا ہی اس ساری خرابی کا موجب ہے۔ اور جب تک ان کے اس رویہ کا تدارک نہ کیا جائیگا۔ اس وقت تک ایسی وارداتوں کا بند ہونا محال ہے۔ بے پردگی کے حامی جتنا چاہیں۔ چلاتے اور چیختے رہیں۔ وہ قطعاً ناکام رہیں گے۔ اور آخر وہی حالت ہو جائے گی۔ جو بے پردگی کو رواج دینے۔ اور عورتوں کی بے جا آزادی کی حمایت کرنے والے ممالک میں اب نظر آتی ہے۔ کہ آج جن باتوں کے خلاف شور مچایا جاتا ہے۔ انہیں خموشی کے ساتھ برداشت کر لیا جائے گا۔

پردہ کی پابندی کی جائے

پس اگر ہندو۔ اور وہ ننگِ اسلام مسلمان جو پردہ کے متعلق اسلامی تعلیم کی خلاف ورزی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ ان شرمناک نتائج سے محفوظ رہیں۔ جو بے پردگی کا لازمی نتیجہ ہیں تو انہیں عورتوں میں صحیح اسلامی پردہ کو رواج دینا چاہیئے۔ اور پُرزور طریق سے اس کی حمایت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ پردہ کے سوا اس خرابی سے بچنے کی اور کوئی صورت نہیں ہے۔

ایک نومسلم خاتون اور ہندو

صوبہ سرحد کے ایک ہندو ڈاکٹر دیوی دتہ مل صاحب سول سرجن کی لکھی پڑھی۔ اور عاقل بالغ لڑکی کے مسلمان ہو کر ایک سینئر سپرنٹنڈنٹ جیل خان گل محمد صاحب کے ساتھ شادی کر لینے پر ہندو بڑے غم و غصہ کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور وائسرائے تک کو مداخلت کے لئے تاریں بھیج چکے ہیں۔ حال میں انہوں نے گورنر صوبہ سرحد کے پاس ڈیپوٹیشن بھیج کر درخواست کی ہے۔ کہ انہیں لڑکی واپس دلائی جائے۔ اور کہا جا رہا ہے۔ کہ ہز ایکسی لینسی ہر طرح سے جائز امداد کرنے سے کبھی دریغ نہیں کریں گے۔ لیکن جب وائسرائے ہند کی طرف سے اس بارے میں ہندوؤں کو صاف جواب مل چکا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ کہ گورنر مداخلت کرے۔ اور ایک مذہبی معاملہ کو چھیڑ کر کئی قسم کی مشکلات کو دعوت دے۔ البتہ قابل حیرت بات یہ ہے۔ کہ وہ ہندو جو جاہل اور فلاکت زدہ غیر ہندو عورتوں کو طرح طرح کے لالچ دے کر اشدھ کرنا اپنا بہت بڑا کارنامہ سمجھتے ہیں۔ وہ یہ مطالبہ کس منہ سے کر رہے ہیں۔ کہ ایک معزز اور تعلیم یافتہ خاتون کو مجبور کیا جائے۔ کہ وہ ہندو بن کر ہندوؤں کے ہاں رہنا گوارا کرے۔

جماعت احمدیہ کی مسلمانان کشمیر کیلئے مالی قربانیاں اور "زمیندار"

"الفضل" کے اس مضمون کو پیش نظر رکھتے ہوئے جس میں اہل کشمیر کے لئے جماعت احمدیہ کی مالی قربانی و ایثار کا مختصر سا ذکر کیا گیا تھا۔ "زمیندار" (۲۰۔جولائی) لکھتا ہے:۔

"الفضل" کا یہ دعوٰے کہ قادیانیوں نے اہل کشمیر کے لئے مالی قربانی کی اور اپنے خلیفہ کے حکم کے مطابق اپنی آمدنی کا ایک جزو اس مقصد کے لئے وقف کر دیا کسی حد تک صحیح ہو۔ لیکن الفضل کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اس سلسلہ میں قادیانیوں کی مالی قربانیاں مسلمانانِ کشمیر کے لئے نہیں تھیں۔ بلکہ اپنے فرقہ کے مخصوص عقائد کی تبلیغ کے لئے مختص تھیں۔ اگر یہ صحیح نہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ قادیانی حضرات مسلمانوں کی دوسری تحریکات میں جن کی قیادت ان کے امام کے ہاتھ میں نہ ہو۔ چندے نہیں دیتے"

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کی اہل کشمیر کے لئے مالی قربانیاں اتنی شاندار اور اتنی نمایاں ہو چکی ہیں۔ کہ "زمیندار" بھی انہیں "ایک حد تک صحیح" تسلیم کر رہا ہے۔ البتہ اسے شبہ ہے کہ یہ قربانیاں اپنے فرقہ کے مخصوص عقائد کی تبلیغ کے لئے مختص تھیں "زمیندار" نے اس شبہ کی بناء اس امر پر رکھی ہے۔ کہ "قادیانی حضرات مسلمانوں کی دوسری تحریکات میں جن کی قیادت ان کے امام کے ہاتھ میں نہ ہو۔ چندے نہیں دیتے" گویا اگر یہ ثابت کر دیا جائے۔ کہ جماعت احمدیہ دوسری تحریکات میں باوجود اس کے کہ ان کی قیادت امام جماعت احمدیہ کے ہاتھ میں نہ ہو۔ چندے دیتی ہے۔ تو "زمیندار" کا شبہ دور ہو جائے گا۔

اس کے متعلق ہم ناظر امور خارجہ جماعت احمدیہ کے بیان کا وہ حصہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جو حال ہی میں شائع ہو چکا ہے۔ اور جو یہ ہے:۔

"ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب خود آل انڈیا مسلم پارٹیز کانفرنس کے صدر ہیں۔ اور اس حیثیت میں انہیں یہ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ جس پارٹی کے وہ صدر ہیں۔ اس کے کام کو کامیاب بنانے کے لئے سب سے زیادہ مالی امداد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰے نے دی ہے۔ یعنی سنہ ۱۹۳۰ء سے اس وقت تک آپ اس مجلس کے لئے تین ہزار کے قریب روپیہ دے چکے ہیں مسلم لیگ کے رجسٹرات سے بھی یہ امر ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ اس کی امداد میں بھی بہت بڑا حصہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰے کا ہے۔ حالانکہ اس مجلس کے صدر بھی سوائے ان چند ایام کے جن میں چودھری ظفر اللہ خاں صاحب صدر ہوئے۔ ایسے احباب ہوتے رہے۔ جو جماعت احمدیہ سے تعلق نہ رکھتے تھے"

یہ وہ حقیقت ہے۔ جس کا انکار اس وقت تک کسی نے نہ کیا اور نہ کر سکتا ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کی مالی قربانیوں سے وہ تحریکات بھی مستفیض ہو رہی ہیں۔ جن کی قیادت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰے کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ چونکہ خدا تعالٰے کے فضل سے جماعت احمدیہ ایک منظم جماعت ہے۔ اس لئے اس کی طرف سے جو امداد کسی تحریک میں دی جاتی ہے وہ بھی منظم صورت میں ہی ہوتی ہے۔ یہی رنگ اہل کشمیر کی امداد کے متعلق ہے۔

گاندھی جی اور "پرماتما کی آواز"

پچھلے دنوں جب گاندھی جی نے اپنی فاقہ کشی کو خاص اہمیت دینے کے لئے یہ دعوٰے کیا۔ کہ اس کے لئے انہیں پرماتما نے حکم دیا ہے۔ اور وہ جو کچھ کر رہے ہیں۔ خدا کے حکم سے کر رہے ہیں۔ تو یہ سمجھا گیا تھا۔ کہ وہ خدا کا کلام اپنے اوپر نازل ہونے کا دعوٰے کر رہے ہیں۔ اور اس بناء پر ہم نے انہیں یہ کہتے ہوئے چیلنج دیا تھا۔ کہ "ہم دعوٰے کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ وہ یہ کہنے میں قطعاً حق بجانب نہیں۔ اور فریب نفس میں مبتلا ہیں۔ یہ بالکل ناممکن ہے۔ کہ خدا تعالٰے کسی پر کوئی ایسا حکم نازل کرے۔ جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہو۔ یہ قطعاً محال ہے۔ کہ خدا تعالٰے کی اس کامل شریعت کی پابندی کئے بغیر جس کا نام اسلام ہے اور اس سید ولد آدم کی غلامی اختیار کئے بغیر جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ کوئی شخص خدا کے کلام کا مورد بن سکے۔ ہم اس بارے میں گاندھی جی کو کھلا چیلنج دیتے ہیں۔ کہ وہ آئیں۔ اور اپنے اوپر خدا کا کوئی حکم نازل ہونے کا ثبوت پیش کریں۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ وہ کوئی ثبوت پیش کر سکیں" (الفضل ۱۳۔نومبر ۱۹۳۲ء)

یہ پرچہ اسی وقت گاندھی جی کی خدمت میں پہنچا دیا گیا تھا۔ اس وقت تو وہ خموش رہے لیکن اپنے ایک حال کے بیان میں انہوں نے "پرماتما کی آواز" کا جو مفہوم بیان کیا ہے۔ اس سے ہمارا خیال پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ بغیر اطلاع دئے ہی چل پڑے۔ اور کپورتھلہ کے سٹیشن پر جب اترے۔ تو ایک شدید مخالف نے آپ کو دیکھا۔ جو آپ کو پہچانتا تھا۔ اگرچہ وہ مخالف تھا۔ مگر

بڑے آدمیوں کا ایک اثر

ہوتا ہے۔ منشی روڑا صاحب سناتے۔ کہ ہم ایک کان پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ کہ وہ دوڑا دوڑا آیا۔ اور کہنے لگا۔ تمہارے مرزا صاحب آئے ہیں۔ یہ سنکر جوتی اور پگڑی وہیں پڑی رہی اور

ننگے پاؤں اور ننگے سر

سٹیشن کی طرف بھاگا۔ مگر تھوڑی دور جا کر خیال آیا۔ کہ ہماری ایسی قسمت کہاں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ اطلاع دینے والا مخالف ہے۔ اس نے تمسخر نہ کیا ہو۔ اسپر میں نے کھڑے ہو کر اسے ڈانٹنا شروع کر دیا۔ کہ تو جھوٹ بولتا ہے مذاق کرتا ہے۔ مگر پھر خیال آیا۔ کہ شائد آ ہی گئے ہوں۔ اس لئے پھر بھاگا۔ پھر خیال آیا۔ کہ ہماری ایسی قسمت نہیں ہو سکتی۔ اور پھر اسے کوسنے لگا۔ وہ کہنے لگا مجھے برا بھلا نہ کہو۔ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ اسپر پھر چل پڑا۔ غرضیکہ میں کبھی دوڑتا۔ اور کبھی کھڑا ہو جاتا۔ اسی حالت میں جا رہا تھا۔ کہ سامنے کیا دیکھتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لا رہے ہیں۔ تو یہ

جنون والا عشق

ہے۔ ایک طرف تو اتنی محبت ہے۔ کہ ننگے پاؤں اور ننگے سر بھاگ اٹھے۔ مگر پھر جب اپنے عاشق اور ان کے معشوق ہونے کا خیال آتا۔ تو دل کہتا۔ کہ وہ ہمارے پاس کہاں آ سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب فوت ہوئے ہیں۔ تو کچھ عرصہ بعد منشی روڑے خان صاحب قادیان آ گئے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے مجھے پیغام بھیجا۔ کہ میں ملنا چاہتا ہوں۔ میں جو ان سے ملنے کے لئے باہر آیا۔ تو دیکھا ان کے ہاتھ میں دو یا تین اشرفیاں تھیں۔ جو انہوں نے یہ کہتے ہوئے مجھے دیں۔ کہ اماں جان کو دیدیں مجھے اس وقت یاد نہیں۔ کہ وہ کیا کہا کرتے تھے۔ مگر اماں جان یا اماں جی بہر حال ماں کے مفہوم کا لفظ ضرور تھا۔ اس کے بعد انہوں نے رونا شروع کیا اور

چیخیں مار مار کر

اس شدت کے ساتھ روئے کہ ان کا تمام جسم کانپ رہا تھا۔ اگرچہ مجھے خیال تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یاد انہیں رلا رہی ہے۔ مگر وہ کچھ اس بے اختیاری سے رو رہے تھے۔ کہ میں نے سمجھا۔ کہ اس میں کسی اور بات کا بھی دخل ہے۔ غرضیکہ وہ پندرہ منٹ بلکہ آدھ گھنٹہ تک روتے رہے۔ میں پوچھتا رہا کہ کیا بات ہے۔ وہ جواب دینا چاہتے۔ مگر رقت کی وجہ سے جواب نہ دے سکتے۔ آخر جب ان کی طبیعت سنبھلی۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ میں نے جب بیعت کی۔ اسوقت میری تنخواہ سات روپیہ تھی اور اپنے اخراجات میں ہر طرح سے تنگی کر کے اس لئے کچھ نہ کچھ بچاتا

کہ خود قادیان جا کر حضور کی خدمت میں پیش کروں۔ اور بہت سا رستہ میں پیدل سفر کرتا تاکہ کم سے کم خرچ کر کے قادیان پہنچ سکوں۔ پھر ترقی ہوتی گئی۔ اور ساتھ اس کے یہ حرص بھی بڑھتی گئی۔ آخر میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی۔ کہ میں

حضور کی خدمت میں سونا نذر

کروں۔ جو تھوڑی سی تنخواہ میں سے علاوہ چندہ کے پیش کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جب تھوڑا تھوڑا کر کے کچھ جمع کر لیتا۔ تو پھر گھبراہٹ سی پیدا ہوتی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھے اتنی مدت ہو گئی ہے۔ اس لئے قبل اس کے سونا حاصل کرنے کے لئے رقم جمع ہو۔ قادیان چلا آتا۔ اور جو کچھ پاس ہوتا حضور کی خدمت میں پیش کر دیتا آخر یہ تین پونڈ جمع کئے تھے۔ اور ارادہ تھا۔ کہ خود حاضر ہو کر پیش کروں گا۔ کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ گویا ان کے

تیس سال اس حسرت میں

گزر گئے۔ انہوں نے اس کے لئے محنت بھی کی لیکن جس وقت انکی توفیق ملی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فوت ہو چکے تھے۔ بظاہر یہ کتنی چھوٹی سی بات ہے۔ اسوقت بھی سلسلہ کے کاموں پر ڈیڑھ دو ہزار روپیہ ماہوار خرچ ہوتا تھا۔ اور اب تو لاکھوں روپیہ سالانہ کا خرچ ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اس قدر اخراجات میں ان کے سونے کی کیا حیثیت ہو سکتی تھی۔ لیکن اس سے ان کے

عشق کا اندازہ

ہو سکتا ہے۔ ایک شخص اسی آرزو میں عمر گزار دیتا ہے۔ کہ روپیہ جمع کر کے سونا نذر کرے سوچنا چاہئیے۔ کہ آج کتنے ہیں جو اس سے ہزاروں حصہ بھی عشق رکھتے ہیں۔ ایک شخص نے تیس سال تک کوشش کی۔ اب کتنے ہیں۔ جو سلسلہ کے لئے قربانی کرنے کے لئے ایک آہ بھی اس خواہش میں گزارتے ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ

اس وقت بھی ایسے لوگ

ہیں۔ مگر بہت ہیں جنہیں قربانی کا مادہ نہیں۔ یہی چیز تھی۔ جو خدا تعالے نے مجھے رویا میں دکھائی۔ اور بتایا۔ کہ جب تک خود کشی تک تمہاری قربانی نہ پہنچ جائے۔ جب وقت دشمن یہ خیال کرنے لگے۔ کہ اب یہ مر گئے۔ اس وقت تک کامیابی محال ہے۔ پس یہ

اللہ تعالے کا پیغام

ہے جو میں پہنچاتا ہوں۔ اور یہ کوئی نیا پیغام نہیں۔ وہی ہے۔ جو قرآن کریم میں موجود ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں موجود ہے آپکے الہامات میں موجود ہے۔ مگر اللہ تعالے نے پھر مجھے یہ

تازہ پیغام

دیا ہے۔ جو میں نے آپ لوگوں کو پہنچا دیا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق احادیث میں آتا ہے۔ کہ بارش ہوتی۔ تو آپ اس کا قطرہ زبان پر لے کر فرماتے۔ کہ یہ

میرے رب کا تازہ فضل

ہے۔ پس جب تک تمہارے اندر زندگی کی امید باقی ہے۔ وہ یاد دہانی کرتا رہے گا۔ مگر جب اس نے یاد دہانی چھوڑ دی۔ اور تم قصوں میں پڑ گئے۔ تو وہ موت کا وقت ہوگا۔ پس یہ انکی

تازہ یاد دہانی

ہے لیکن دراصل وہی پیغام ہے۔ جو اس نے آدمؑ نوحؑ موسیٰؑ عیسیٰؑ ابراہیمؑ اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیا تھا۔ یعنی اگر

خدا کا قرب

چاہتے ہو خواہ وہ فردی ہو۔ یا جماعتی۔ تو موت قبول کرو۔ اور صرف یہی نہیں۔ کہ خود ہی یہ سمجھو۔ بلکہ دوست دشمن سب کہیں۔ کہ یہ

ہلاکت کے منہ میں

جا رہے ہیں۔ اور منافق اس موت میں تمہارے ساتھ شریک ہو سکیں دشمن خوش ہو۔ کہ بس یہ مرنے لگا ہے۔ اور صرف ٹھیلنے کا بہانہ چاہئیے کہ یہ گیا۔ جب یہ مقام حاصل ہو۔ تو پھر اللہ تعالے ایسے بندوں کو مرنے نہیں دیتا۔ اسے

اپنے بندوں کے لئے غیرت

ہے ایسی غیرت کہ اس نے ان شہداء کے متعلق جو سچ مچ مر چکے جن کے متعلق وہ خود فرما چکا ہے۔ کہ اس دنیا میں واپس نہیں آ سکتے۔ جن کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس نے کشف میں دکھایا۔ کہ ایک صحابی کو جو جنگ بدر میں شہید ہو چکا تھا۔ اللہ تعالے نے اپنے حضور بار یاب کیا۔ اور اسے پوچھا۔ کہ تمہاری اگر کوئی خواہش ہو۔ تو بتاؤ۔ میں اسے پورا کروں گا۔ مگر جب اس نے کہا۔ کہ میری خواہش تو ایک ہی ہے۔ کہ مجھے پھر زندہ کیا جائے۔ تا پھر میں تیری راہ میں مارا جاؤں۔ اور پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں۔ تو باوجودیکہ اللہ تعالے نے اسکی خواہش کو پورا کرنیکا وعدہ فرمایا تھا۔ پھر بھی اسے فرمایا۔ کہ اگرچہ تیری خواہش کا رد کرنا مجھ پر گراں گزر رہا ہے۔ مگر میں عہد کر چکا ہوں۔ کہ

مردوں کو زندہ کر کے

پھر دنیا میں نہیں بھیجا جائے گا۔ غرض باوجود اس کے کہ وہ لوگ مر گئے۔ اور اسطرح ان کی موت واضح ہو چکی۔ پھر بھی حکم دیتا ہے۔ کہ ان کو مردہ مت کہو۔ اور اس صحابی نے جو خواہش کی۔ یہی اصل مقصود ہے۔ جو اللہ تعالے کے بندہ کے سامنے ہونا چاہئیے۔ جب تک یہ نہ ہو ترقی نہیں ہو سکتی۔ اور جب یہ ہو جائے۔ تو پھر انسان کبھی نہیں مر سکتا۔ دیکھو ایک طرف تو ان لوگوں کو ایسے مردے کہا ہے۔ کہ جو باوجود اس قدر

قرب الہٰی

کے واپس نہیں آ سکتے۔ ادھر اس صحابی کو یہ جواب دیتا ہے۔ مگر ان سب باتوں کے باوجود لوگوں کو یہی حکم دیتا ہے۔ کہ ان کو

مردے مت کہو

کیونکہ وہ زندہ ہیں۔ اور جوان مردوں کو مرا ہوا کہنا برداشت نہیں کر سکتا۲

۲ وہ تم زندوں کو مردہ دیکھنا کیسے گوارا کرے گا۔ اگر تم اسکی راہ میں مر جاتے ہو۔ اور قبر میں دفن ہو کر کتے بھی لگ جاتا ہے۔ تو بھی اللہ تعالے کہتا ہے۔ اگر ایسے لوگوں کو مردہ کہا۔ تو اسکی سزا دی جائیگی۔ پس یاد رکھو۔ یہ وہ راز ہے سمجھ لینے کے بعد تم پر موت وارد نہیں ہو سکتی۔ نہ تم کو کوئی فرشتہ مار سکتا ہے نہ کوئی بادشاہ۔ نہ تمہیں زمین نگل سکتی ہے اور نہ آسمان کھا سکتا ہے۔ کیونکہ جو اس مقام پر پہنچ جائے۔ اس کے لئے موت نہیں۔ بلکہ وہ ہمیشہ زندہ ہے ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مراسلات

بانیٔ تحریک خاکسار کے نام کھلی چٹھی

جناب علامہ عنایت اللہ خانصاحب مشرقی - السلام علیکم ورحمۃ اللہ
۶ر جولائی ۱۹۳۳ء کو مولانا اسمٰعیل صاحب غزنوی کے دولتکدہ پر امرت سر میں چند معززین کی موجودگی میں آپ نے دوران گفتگو میں مکرم جناب محمد اللہ بخش صاحب ضیاء پر الزام لگاتے ہوئے فرمایا تھا - کہ انہوں نے ماہ مارچ یا اپریل ۱۹۳۳ء میں آپ کو ایک خط کے دوران میں احمدیت کے خلاف بہت سی باتیں لکھی ہیں - اور یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ درحقیقت احمدیت سے بیزار ہیں - لیکن اسی وقت جب میں نے آپ سے صاحب موصوف کا خط پیش کرنے کا مطالبہ کیا - تو آپ نے فرمایا - کہ اول تو آپ دورے پر ہیں اور ثانیاً آپ جناب ضیاء صاحب کے بہی خواہ ہیں اس لئے آپ انہیں نقصان نہیں پہنچانا چاہتے -

معاملہ کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوتے میں نے جناب مکرم ضیاء صاحب سے اس کے متعلق بذریعہ خط استفسار کیا اور صاحب موصوف نے اپنے خط مورخہ ۱۰ر جولائی ۱۹۳۳ء میں مجھے جواب لکھتے ہوئے نہایت زوردار الفاظ میں یہ بیان فرمایا - کہ آپ کا یہ الزام قطعاً غلط ہے اور انہوں نے آپ کو کوئی ایسا خط نہیں لکھا - نیز یہ کہ اگر آپ کوئی ایسا خط پیش کر دیں تو وہ آپ کو ایک ہزار روپیہ نقد ادا کرنے کے لئے تیار ہیں - ورنہ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ انہیں حق حاصل ہوگا کہ آپ کو اس چیلنج کی اطلاع پہنچ جانے کی تاریخ سے ایک ماہ بعد وہ آپ پر ازالہ حیثیت عرفی کی الزام میں دعوےٰ دائر کر دیں -

جناب مکرم محمد اللہ بخش صاحب ضیاء سے اس مضمون کا جواب ملنے پر میں نے آپ کو اس کی اطلاع دیدینے کی غرض سے بتاریخ ۱۷ر جولائی ۱۹۳۳ء ایک خط بصیغہ رجسٹری ارسال کیا - اور اس خط کی نقلیں ان حضرات کو بھیج دیں - جن کی موجودگی میں آپ نے یہ الزام لگایا تھا - مگر بتاریخ ۲۱ جولائی ۱۹۳۳ء مجھے وہ خط پوسٹ آفس والوں نے اس ریمارک کے ساتھ واپس بھیجدیا - کہ آپ نے اسے وصول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ نے وہ خط کیوں وصول نہیں کیا؟

اندریں حالات مجھے یہ نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے - کہ میں آپ سے اس کھلی چٹھی کے ذریعہ بتوسط پریس یہ مطالبہ کروں کہ آپ وہ خط دو ہفتہ کے اندر اندر شائع کر دیں - ورنہ ثابت ہو جائیگا - کہ آپ نے اس معاملہ میں غلط بیانی سے کام لیا ہے اور ایک معزز آدمی کو خواہ مخواہ بدنام کرنا چاہا ہے -

خاکسار - عبد السمیع ایم - بی - ایس - قادیان ضلع گورداسپور

لائلپور کی پولیس کے خلاف قرارداد

جماعت احمدیہ لائلپور نے اپنے ایک غیر معمولی اجلاس منعقدہ ۱۸ جولائی میں حسب ذیل قراردادیں باتفاق آراء منظور کیں -

۱ - جماعت احمدیہ لائلپور کا یہ اجلاس اس امر کو ریکارڈ پر لاتا ہے - کہ مقامی پولیس نے ۱۴ر جولائی کے جلسہ میں پتھر پھینکنے والوں کے خلاف کوئی کارروائی نہ کر کے اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں افسوسناک کوتاہی کی ہے -

۲ - یہ اجلاس اس امر پر اظہار افسوس کرتا ہے - کہ مفسدہ پردازوں کے متواتر اعلانات سے واقف ہونیکے باوجود مقامی پولیس نے ۱۶ر جولائی شام کے اجلاس میں کوئی قابل ذکر انتظام نہیں کیا - بلکہ ہمارے ۱۵-۱۶ جولائی دو دن کے کامیاب جلسہ کے آخیر پر اسی متعصب غیر احمدی سب انسپکٹر کو جلسہ میں بھیج دیا - جس کی موجودگی ۱۴ر جولائی کے جلسہ میں پتھر پھینکنے والوں کے لئے لب غنیمت تھی - اور جو ۱۴ جولائی کے دن انتظامی قابلیت کے لحاظ سے بری طرح فیل ہو چکا تھا - چنانچہ سب انسپکٹر مذکور کے آتے ہی مفسدہ پردازوں کے حوصلے بڑھ گئے اور انہوں نے زیادہ قریب آکر شور و واویلا کرنا شروع کر دیا - اور سب انسپکٹر مذکور نے بھی ان کی نمایندگی کی - اس بدامنی اور حد درجہ اشتعال کی حالت میں اگر جماعت احمدیہ صبر و سکون اور برداشت کو ہاتھ سے چھوڑ بیٹھتی تو فساد یقینی تھا اور اس کی سب ذمہ داری پولیس کی بدانتظامی پر عاید ہوتی

۳ - جماعت احمدیہ لائلپور کا یہ اجلاس اس امر پر اپنے غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے - کہ سب انسپکٹر مذکور نے ہمارے رپورٹر متعینہ جلسہ غیر احمدیاں سے بلاوجہ بدسلوکی کی اور اسے جلسہ سے باہر نکال دیا -

۴ - قرار پایا کہ مندرجہ بالا قراردادوں کی نقول برائے اشاعت پریس کو بھیجی جائیں -

عصمت اللہ خاں وکیل جنرل سکرٹری جماعت احمدیہ لائلپور

ضلع گوجرانوالہ کی احمدی انجمنوں کیلئے اعلان

مولوی دل محمد صاحب مولوی فاضل مہتمم تبلیغ ضلع ہذا میں تشریف لے آئے ہیں - وہ تمام ضلع کی جماعتوں کا دورہ کرینگے - احباب کو چاہیئے کہ وہ تیار رہیں - اور مولوی صاحب سے تنظیم انصار اللہ اور ان کے لئے تبلیغی اسباق اور پبلک لیکچروں کے ذریعہ پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں - چونکہ موضع بھاگٹ بھٹیاں تحصیل حافظ آباد

قابل توجہ افسران ضلع گورداسپور و مجسٹریٹ صاحب علاقہ بٹالہ

غلام محمد شوخ عرف گامے خان سکنہ بٹالہ نے گذشتہ تحریک احرار کے دنوں علاقہ سیالکوٹ میں احمدیت کے خلاف انتہائی بدزبانی - دل آزاری اور منافرت انگیزی کا طوفان برپا کر رکھا تھا - اور اسی پاداش میں زیر دفعہ ۱۰۸ وغیرہ تعزیرات ہند چالان ہو کر سزایاب ہو چکا ہے -

۲۱ر جولائی زیر اہتمام شباب المسلمین بٹالہ اچانک ایک جلوس نکالا گیا - جو شہر میں پھر کر احمدیت کے خلاف نہایت دل آزار اور اشتعال انگیز نعرے لگا رہا تھا - اور گامے خاں مذکور جگہ بجگہ اپنی تیار کردہ پُرشر پنجابی نظم "محمدی گولہ" جسے پنجاب گورنمنٹ ضبط کر چکی ہے سنا کر عوام الناس کو برانگیختہ مشتعل اور آمادہ فساد کرتا رہا - جلوس "مرزائیت برباد" او دیگر مشتعل کن نعرے لگاتا تھا -

پچھلے دنوں حکام ضلع کی طرف سے کارکنان انجمن شباب المسلمین کو منافرت انگیزی اور نامناسب سرگرمیوں کے متعلق وارننگ ہوئی تھی - اور اس کے باعث کچھ عرصہ یہ لوگ بظاہر خاموش بھی رہے - لیکن اب پھر بلاوجہ مفسدہ پردازی پر اتر آئے ہیں - جس کے باعث پہلے کی طرح خطرناک نتائج کا خطرہ ہے -

حکام ضلع گورداسپور خصوصاً صاحب مجسٹریٹ علاقہ بٹالہ کو بروقت پُرزور توجہ دلائی جاتی ہے کہ اس فتنہ کو شروع ہوتے ہی بند فرما کر اپنی مشہور دانشمندی کا ثبوت دیں -

(نامہ نگار)

جماعت احمدیہ لائلپور کا شاندار جلسہ

ہمارا جلسہ ۱۵-۱۶ - جولائی خدا کے فضل سے نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا - غیر احمدیوں نے بڑے زور شور سے کہہ رکھا تھا - کہ احمدیوں کا جلسہ ہرگز نہ ہونے دینگے - نیز لوگوں کو شمولیت جلسہ سے بذریعہ منادی روکتے رہے - لیکن خدا کے فضل سے جلسہ ہوا - اور نہایت کامیابی سے ہوا - اور لوگ باوجود منع کئے جانے کے بہ تعداد کثیر شامل ہو کر جلسہ کی رونق میں اضافہ کا موجب ہوئے - الحمد للہ علیٰ ذالک - مولانا جلال الدین صاحب شمس اور مولانا محمد سلیم صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اعتراضات کے جواب میں نہایت مدلل اور مؤثر تقریریں فرمائیں - جلسہ کے آخیر پر ایک مذہبی کانفرنس کا انتظام بھی کیا گیا تھا - جس میں آریہ صاحبان کی طرف سے پنڈت درگا داس نے "حقوق اللہ و حقوق العباد" پر وید کی روشنی میں مضمون پڑھا - اسلام کی طرف سے جناب قاضی محمد نذیر صاحب نے اسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو دوبارہ قائم کیا جاتا ہے۔ جن لوگوں کو مردانہ قوتوں کے متعلق مایوسی ہو چکی ہو۔ وہ کشتہ وغیرہ کے نسخوں سے ہی صحتیاب ہوتے ہیں۔ غرض جب اللہ تعالے کوئی رسول مبعوث کرتا ہے۔ تو اس کے ساتھ جو دینی تعلیم ہوتی ہے۔ اس کے رو سے ایسی قربانیاں کرنی پڑتی ہیں۔ کہ ایک حد سے گزر کر خودکشی کے مترادف ہو جاتی ہیں۔ مگر اس سے پیچھے پیچھے وہ ترقی کے لئے ضروری ہیں۔ جیسے قرآن کریم میں ہے۔ کہ اللہ تعالے کی راہ میں خرچ کرو۔ کیونکہ اس کے بغیر

روحانی زندگی

حاصل نہیں ہو سکتی۔ مگر اتنا نہیں۔ کہ بالکل تہیدست ہو جاؤ۔ اور نہ ہی ہاتھوں کو بالکل روک رکھو۔ اسی طرح

جانوں کی قربانی

کا حکم ہے۔ قرآن کریم میں

جنگ احد کے متعلق

آتا ہے۔ کہ منافق کہتے۔ اگر ہمیں علم ہوتا۔ لڑائی ہو گی۔ تو ہم ضرور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیتے۔ اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ انہیں علم نہیں تھا۔ کہ لڑائی ہو گی۔ بات یہ ہے۔ کہ انہوں نے مشورہ دیا تھا۔ کہ لڑائی کے لئے مدینہ سے باہر نہ نکلیں۔ اور اس پر دو روز سخت بحث ہوتی رہی۔ منافق باہر نکل کر لڑنے کو خودکشی قرار دیتے تھے۔ اور جب وہ یہ کہتے۔ کہ اگر ہمیں لڑائی کا علم ہوتا۔ تو ضرور جاتے۔ تو اس کا مطلب یہی تھا۔ کہ ہم تو اسے لڑائی نہیں۔ بلکہ خودکشی سمجھتے تھے۔ اس لئے نہ گئے۔ تو منافقوں نے اس وقت یہی کہا۔ کہ یہ خودکشی ہے۔ مگر اللہ تعالے فرماتا ہے۔ کہ یہ خودکشی نہیں۔ جب تک اس طرح جانیں قربان نہ کی جائیں۔ اور ایسی انتہائی قربانی نہ کی جائے مگر اس سے

ایک قدم آگے خودکشی

ہو۔ اور دشمن کی نظر میں وہی خودکشی ہو۔ کمزور ایمان والے ساتھی بھی اسے خودکشی ہی سمجھتے ہوں۔ لیکن ہم

اللہ تعالے کی طرف سے عطا کردہ علم

کی روشنی میں جانتے ہوں۔ کہ یہ خودکشی نہیں۔ یہ نکتہ تھا۔ جو اللہ تعالے نے اس خواب کے ذریعہ مجھے بتایا۔ یہ نظارہ بتاتا ہے۔ کہ ایک ایسی حد تک قربانی کرو۔ کہ اگر ایک قدم بھی آگے بڑھو۔ تو خودکشی بن جائے۔ اور اگر اس حد سے پیچھے رہو۔ تو قربانی مکمل نہ ہو گی۔ اور فائدہ نہیں ہو گا۔ پس میں سمجھا۔ کہ اللہ تعالے کا منشا یہی ہے۔ کہ میں خطبہ میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاؤں۔ اور بتاؤں۔ کہ اگر ترقی چاہتے ہو۔ تو اپنی قربانیوں کو اس حد تک پہنچا دو۔ کہ اس سے ایک قدم آگے خودکشی ہو۔ پس کیا بلحاظ اموال۔ اوقات اور کیا بلحاظ جانوں کے عزیز و اقارب کے۔ وطن اور رشتہ داروں کی محبت اور عزت و آبرو کے قربانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرو۔ اور سب لحاظ سے قربانی کو اس حد تک پہنچا دو۔ کہ دشمن کی نظر میں

تو وہ صریح خودکشی ہو۔ مگر ہم جانتے ہوں۔ کہ وہ خودکشی نہیں۔ ہاں اس سے ایک قدم آگے ضرور خودکشی ہے۔ یہ چیز ہے جس سے جماعت ترقی کر سکتی ہے۔ اور جب تک یہ نہیں ہو گی۔ کامیابی محال ہے۔ اس وقت تک جس قسم کی قربانیوں کو ہماری جماعت کے لوگ قربانیاں سمجھتے ہیں۔ دلیسی تو بہت [illegible] رہی ہیں۔ حالانکہ

مومن و غیر مومن میں فرق

یہی ہے۔ کہ غیر مومن موت سے ڈرتا ہے۔ مگر مومن ہرگز نہیں ڈرتا اور جب غیر مومن بھی ویسی ہی قربانیاں کرتے ہیں۔ تو اس کے معنی یہ ہوئے۔ کہ ہماری قربانیاں موت کے مترادف نہیں۔ کیونکہ مومن موت کو خوشی سے قبول کرتا ہے۔ لیکن غیر مومن اس سے ڈرتا ہے۔

پس معلوم ہوا ہے۔ کہ جو قربانی ہم کرتے ہیں۔ وہ موت کی حد تک نہیں پہنچی۔ ورنہ غیر مومن ویسی قربانی نہ کر سکتا۔ ہمیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ کیا ہماری قربانیاں اس حد تک پہنچ گئی ہیں۔ کہ دشمن کہہ رہے ہوں۔ کہ یہ خودکشی کر رہے ہیں

ہر جماعت کو اور ہر فرد کو

اپنی اپنی جگہ سوچنا چاہیئے۔ کہ کیا ہماری جانی و مالی قربانیاں ایسی ہیں۔ کہ دشمن کہیں۔ اب نہیں بچ سکتے۔ یہ اپنے ہاتھوں موت کے مونہہ میں جا رہے ہیں۔ کیا ہمارے وقت اور عزت و آبرو کی قربانی اس حد تک پہنچ چکی ہے۔ اگر پہنچ گئی ہے۔ تو وہ جماعت یا فرد سمجھ لے۔ کہ اس نے ایک حد تک انتہائی قربانی کی۔ لیکن اگر یہ نہیں۔ اگر دشمن اس کی بجائے یہ اعتراض کرتا ہے۔ کہ

ان میں اور ہم میں کیا فرق ہے؟

دونوں روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ اوقات خرچ کرتے ہیں۔ اگر یہ عزت کی قربانی کر سکتے ہیں۔ تو ہم بھی موقعہ آنے پر اس سے دریغ نہیں کرتے۔ تو اس کے معنی یہ ہوں گے۔ کہ ہماری قربانیاں اس حد تک نہیں پہنچیں۔ جو

انتہائی قربانی کی حد

ہے۔ یہ امر کہ ہماری قربانیاں انتہائی حد کو پہنچ گئی ہیں۔ دو ہی طریق سے معلوم ہو سکتا ہے۔ ایک یہ کہ خدا تعالے خود کہدے۔ اور الہام کے ذریعہ بتا دے۔ یا پھر نتائج کے ذریعہ پتہ لگ جائے۔ یعنے اللہ تعالے ایسے نتائج پیدا کر دے۔ کہ

دنیا کے قدم

اس قوم کے سامنے لڑکھڑا جائیں۔ اور دشمن پر لرزہ طاری ہو جائے اگر تو الہام ہو یعنے خدا تعالے کہہ دے۔ کہ تمہاری قربانیوں کی مقدار پوری ہو چکی۔ تو ایسا انسان سمجھ لے۔ کہ اس نے اپنا حق ادا کر دیا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں صحابہ کے متعلق آتا ہے۔ ومنھم من قضیٰ نحبہ ومنھم من ینتظر۔ یعنے ان میں سے بعض نے اپنا حق پورا ادا کر دیا۔ اور بعض منتظر ہیں۔ کہ موقع ملے۔ تو ادا کریں۔ یہ اشارہ

ایک صحابی کے متعلق

ہے۔ جو جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ لیکن اس کا انہیں اس [illegible] کی موت کا ہو سکتا ہے وہ کہتے تھے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ کے لئے تشریف لے گئے۔ اور اپنی جان کو خطرے میں ڈالا۔ اور میں شامل نہ ہو سکا۔ اس سے بڑھ کر افسوسناک بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ ایسی حالت میں بے اختیار ان کے مونہہ سے نکلا۔ اچھا پھر موقع آنے دو۔ میں بتاؤں گا۔ کہ کس طرح جنگ کی جاتی ہے۔ پھر وہ ایک دوسری لڑائی میں شامل ہوئے۔ اور ایسی جنگ کی۔ کہ واقعی حق ادا کر دیا۔ لیکن اتفاق ایسا ہوا۔ کہ

اللہ تعالے کی بعض مصلحتوں کے ماتحت

مسلمانوں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسلمان جدا ہو گئے۔ ان کی بھاگنے کی قطعاً نیت نہ تھی۔ مگر پھر بھی حالت ایسی ہو گئی تھی۔ کہ انہیں میل یا دو میل پیچھے ہٹنا پڑا۔ اس افراتفری میں ایک وقت ایسا آیا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک وقت صرف ایک درجن اور ایک موقعہ پر تو پانچ چھ ہی صحابہ رہ گئے۔ اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک پتھر لگا۔ اور آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے اور وہ صحابہ جو آپ کے ساتھ تھے۔ وہ بھی یا تو شہید ہو گئے۔ اور یا زخمی ہو کر آپ کے ارد گرد گر پڑے۔ اس وقت صحابہ کفار پر حملہ کر رہے تھے۔ کہ کسی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کی خبر مشہور کر دی۔ اس وقت ایسا زبردست ریلا ہوا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی جو آخر تک آپ کے ساتھ رہے تھے۔ آپ سے جدا ہو گئے۔ اور اس

وحشتناک خبر

سے دلگیر ہو کر ایک صحابی بیٹھ گئے۔ تھے۔ انہیں وہی صحابی ادھر سے گزرے انہیں یہ واقعہ معلوم نہ تھا۔ اور یوں بھی مسلمان لڑائی سے بالکل نہ ڈرتے تھے۔ اسے ایک معمولی چیز سمجھتے تھے۔ وہ اس وقت ہاتھ میں کھجوریں لئے کھاتے جا رہے تھے۔ انہوں نے دوسرے صحابی سے اس طرح بیٹھنے کی وجہ پوچھی۔ اور جب اس نے سنایا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو وہ کہنے لگے اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو چکے ہیں۔ تو ہمیں زندہ رہ کر کیا کرنا ہے۔ چلو جہاں آپ گئے ہیں۔ وہیں ہم بھی چلیں یہ کہہ کر لڑائی میں کود پڑے۔ اور شہادت کے بعد جب ان کی لاش کو دیکھا گیا۔ تو اس پر

قریباً اسی زخم

تھے۔ اللہ تعالے نے منھم من قضیٰ نحبہ میں انہی کی طرف اشارہ کیا ہے انہوں نے وعدہ کیا تھا۔ کہ اگر کبھی موقعہ آیا۔ تو دکھا دوں گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ جنگ کس طرح کرتے ہیں اور فی الواقع دکھا دیا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے منھم من ینتظر۔ یعنی ایسے بھی ہیں۔ جو حق ادا کرنا چاہتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت سے وہ بچ جاتے ہیں یہ وہ جماعت ہے جس کے [illegible] تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اس نے اپنے [illegible] بعض لوگ ایسے ہیں کہ [illegible] سفر سے لیتے ہیں۔ اور پھر عمل سے وہاں پہونچ کر دکھا دیتے ہیں۔ مگر بعض کو موقع نہیں ملتا۔ ہاں وہ دل میں ضرور خواہش رکھتے ہیں۔ کہ کاش ہمیں بھی ایسا موقع میسر آئے جس وقت

حضرت خالد بن ولید رضی کی موت

کا وقت قریب آیا۔ اور دوست احباب عیادت کے لئے آئے تو آپ بے اختیار رو پڑے۔ دوستوں نے پوچھا۔ آپ کیوں روتے ہیں۔ آپ نے تو اسلام کی بہت خدمات کی ہیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ میں موت کے ڈر سے نہیں روتا۔ بلکہ اس کی وجہ اور ہے۔ میرے بدن سے کپڑا اٹھا کر دیکھو۔

سر سے لیکر پاؤں تک

کوئی ایک انچ جگہ بھی ایسی ہے۔ جہاں زخم نہ لگ چکا ہو۔ اور جب انہوں نے دیکھا۔ تو واقعی کوئی ایک انچ جگہ ایسی نہ تھی جہاں زخم کا نشان نہ ہو۔ آپ نے کہا۔ کہ میں ہر جنگ میں شریک ہوا۔ اور ہر موقع پر میں نے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالا۔ تاکہ شہادت کا درجہ پاؤں۔ مگر افسوس کہ میں آج چارپائی پر پڑا مر رہا ہوں۔ اور مجھے میدان جنگ میں شہادت نصیب نہ ہوئی۔ حضرت خالد رضی بن ولید جنگوں میں شریک ہوتے رہے ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ انہیں شہادت نصیب نہیں ہوئی۔

تلوار کا ہر زخم

جو انہیں لگا۔ ان کے لئے شہادت تھی۔ مگر منشاء الٰہی یہی تھا کہ ان کی وفات ان زخموں سے نہ ہو۔ غرضیکہ یہی وہ قربانی ہے جس کے نتیجہ میں ترقی حاصل ہو سکتی ہے۔ جسے دشمن خودکشی سمجھے۔ مگر مومن جانتا ہو۔ کہ اگرچہ یہ خودکشی نظر آتی ہے۔ مگر میرے لئے خودکشی نہیں۔ بلکہ ترقی کا ذریعہ ہے۔ پھر بھی وہ قربانی ہے۔ جسے دیکھ کر منافق کہتے ہیں۔ کہ یہ لوگ بیوقوف ہیں۔ اور پھر ہمیں بھی بیوقوف بنانا چاہتے اور کہتے ہیں۔ کہ تم بھی اسی طرح قربانی کرو۔ غرضیکہ دشمن اور کمزور ساتھی سب اسے ہلاکت سمجھتے ہیں مگر مومن جانتا ہے۔ کہ یہ

زندگی قائم کرنے کا ذریعہ

ہے۔ یہ وہ مقام ہے جس کے ساتھ

حقیقی راحت

حاصل ہو سکتی ہے۔ لیکن جب تک نظر آنے والے زہر کی آخری مقدار میں سے ایک قطرہ بھی کم ہے۔ اس وقت تک قربانی نہیں۔

قربانی کے معنی موت

کے ہیں۔ اور تم نے جو کچھ کیا اگر اس کے بعد زندہ رہ سکتے ہو تو وہ قربانی نہیں۔ پس اس رویاء سے میں نے سمجھا کہ خود ساختہ [illegible] کروں۔ اور جماعت کو بتاؤں کہ تمہارے لئے

ایک دروازہ کامیابی کا

کھلا ہے۔ اور وہ موت کا دروازہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو جنون کی حالت پیدا کرو۔ کیونکہ جب انسان اپنی زندگی کو خدا کی راہ میں قربان کر دیتا ہے۔ جب دوست دشمن سب سمجھنے لگتے ہیں۔ کہ یہ مرنے لگا ہے۔ اور جس وقت صرف ایک ہی کھڑکی کھلی ہوتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی آواز آتی ہے۔ جو بتاتی ہے کہ یہ ہلاکت نہیں۔ مگر انسانی علم اسے زندگی نہ کہہ سکے۔ صرف

خدا کا علم

ہی بتائے کہ یہ موت نہیں۔ اس وقت تم حقیقی ترقی حاصل کر سکتے ہو۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں دیکھو۔ مسلمانوں میں کیسی

نیکی کے لئے رقابت

پائی جاتی تھی۔ کسی شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کام تو آپ نے بھی بڑے بڑے کئے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تعریف لوگ زیادہ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

ابوبکر رض کا مقام

اسی کے ساتھ ہے۔ میرے دل میں بھی نیکی میں ان سے آگے بڑھنے کا خیال تھا۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالی قربانی کا ارشاد فرمایا اور

رقابت کے خیال سے

میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ میں آج ابوبکر رض کو شکست دونگا چنانچہ اپنا آدھا مال لیا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ اس وقت میرا دل فخر سے پر تھا۔ کہ آج میں ابوبکر رض سے بڑھ جاؤنگا۔ لیکن جب میں وہاں پہونچا تو ابوبکر رض پہلے موجود تھے۔ اور جو کچھ ساتھ لائے تھے۔ رسول کریم ص کے سامنے رکھا تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو ہر طرح صحابہ کا خیال رکھتے تھے۔ پہلے ان چیزوں کو دیکھا۔ اور پھر حضرت ابوبکر رض کی طرف دیکھا۔ اور دریافت فرمایا۔ کہ ابوبکر تم نے گھر میں کیا چھوڑا ہے انہوں نے فرمایا۔ کہ صرف

خدا اور اس کا رسول

یعنی جو کچھ تھا لے آیا ہوں۔ حضرت عمر رض کہتے ہیں۔ یہ سن کر میری گردن نیچی ہو گئی۔ اور میں نے سمجھ لیا۔ کہ میں ابوبکر کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ایسی قربانیاں کرنے والے ہمارے سلسلہ میں بھی تھے۔ اور اب بھی ہیں۔ ایسے لوگ اس وقت موجود ہیں۔ جنہیں میں نے حکماً روکا ہوا ہے۔ اور اس سے زیادہ چندہ [illegible] کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی ایسے لوگ تھے مجھے یاد ہے۔ میں ایک دفعہ حضور کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ کہ ایک منی آرڈر آیا۔ جس کے کوپن پر کچھ لکھا تھا۔ جسے پڑھ کر آپ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی۔ جیسے

جذبۂ وفا

کو دیکھ کر ایک رقت سی طاری ہو جاتی ہے۔ پھر آپ نے بتایا۔ یہ منی آرڈر

منشی رستم علی صاحب

کا ہے۔ اور لکھا ہے کہ حضور کی تحریر مالی تکالیف کے متعلق پہونچی۔ اور اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ اس نے ساتھ ہی میرے لئے انہیں حصہ لینے کا بھی موقع بہم پہونچا دیا۔ یعنی میری ترقی کا حکم آگیا ہے۔ ان کی تنخواہ ۲۰ کے قریب تھی۔ اور ترقی ہونے پر ایک سو یا کچھ کم و بیش کا اس میں اضافہ ہوا تھا۔ انہوں نے لکھا یہ اضافہ اور جتنے عرصہ کی بقایا ترقی ملی ہے۔ وہ سب حضور کے لئے ہے۔ وہ میں بھیجتا ہوں۔ اور پہلی تنخواہ سے چندہ بھی بھیجتا رہونگا۔ آج بھی ایسے نمونے ہیں۔ مگر ان لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب حاصل تھا۔ اس لئے ان کی

قربانیاں عشق کے ساتھ

ہوتی تھیں۔ مگر افسوس کہ آج تحریکیں کرنی پڑتی ہیں۔ میرے دل پر ایک واقعہ کا بہت گہرا اثر ہے۔

منشی روڑے خان صاحب

کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق تھا۔ وہ کپور تھلہ میں رہتے تھے۔ اور کپور تھلہ کی جماعت کے اخلاص کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس قدر تعریف فرمایا کرتے تھے۔ کہ آپ نے انہیں ایک تحریر بھی لکھ دی تھی۔ جو انہوں نے رکھی ہوئی ہے۔ کہ اس جماعت نے ایسا اخلاص دکھایا ہے کہ یہ

جنت میں میرے ساتھ

ہونگے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بار بار درخواست کرتے۔ کہ حضور کبھی کپور تھلہ تشریف لائیں آپ نے بھی وعدہ کیا ہوا تھا۔ کہ جب موقع ہوا آئیں گے۔ ایک بار جو فرصت ملی۔ تو اطلاع دینے کا وقت نہ تھا۔ اس لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک استانی کی ضرورت

سردار شیر بہادر خان صاحب کوٹ قیصرانی ضلع ڈیرہ غازیخان سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ان کو گرل سکول کے واسطے ایک شریف استانی کی اشد ضرورت ہے۔ جو علاوہ اردو تعلیم کے قرآن مجید اور ضروری دینی تعلیم بھی دے سکے۔ گرلز سکول کی منظوری کے واسطے کوشش کی جارہی ہے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ سکول منظور ہو کر استانی کی تنخواہ ڈسٹرکٹ بورڈ سے ملنے لگ جائیگی۔ لیکن چونکہ ابھی تک اس امر کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ اس لئے کم از کم جو تنخواہ درخواست کرنے والی استانیاں لینے کے لئے رضامند ہوں۔ اپنی درخواست میں اس کی تصریح کر دیں

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

ایک قابل امداد بھائی

ضلع سیالکوٹ کے ایک مخلص احمدی معزز زمیندار بھائی قرضہ سے بہت زیر بار ہو گئے ہیں۔ ان کی ملکیت میں زمین کا ایک بڑا رقبہ ضلع سیالکوٹ میں ہے۔ اور چھ سات مربعہ جات علاقہ سرگودہا میں ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اس میں سے کچھ حصہ زمین کا فروخت کر کے قرضہ سے سبکدوش ہو جائیں مربعہ جات گھوڑی پال ہیں۔ چار گھوڑیاں ہیں۔ الگ الگ گھوڑی فروخت کرنیکی گورنمنٹ سے اجازت نہیں۔ اگر کوئی دوست ان زمینوں میں سے کوئی خریدنا چاہتے ہوں۔ تو اطلاع دیں۔ اسمیں انشاء اللہ خریدنے والے اصحاب کو بھی فائدہ ہوگا۔ اور مقروض بھائی کو بھی قرض سے نجات ہو جائے گی۔ خریدار صرف زراعت پیشہ احباب ہو سکتے ہیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

چار تبسم

موج تبسم — بحر تبسم — سیلاب تبسم — طوفان تبسم

یعنی

ہندوستان کے مشہور مزاحیہ نگار شوکت تھانوی کے مزاحیہ مضامین کے چار حسین، دلکش، مجلد اور مصور مجموعے یکجا

طلب کیجئے تا کہ محصولڈاک (عہر) ہمارے ذمہ رہے اور آپکو یہ چاروں جلدیں علاوہ اس رعایت (للعہ) فرمایا عنایت کے ساتھ صرف شش روپے میں مل جاویں

ملنے کا پتہ

شوکت بکڈپو لکھنؤ

محافظ اٹھرا گولیاں

بے اولادوں کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے

جن کے بچے چھوٹی ہی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں یا مردہ پیدا ہوتے ہوں یا حمل گر جاتا ہو۔ عوام اسے اٹھرا اور اطبا اور ڈاکٹر اسقاط حمل یا مس کیرج کہتے ہیں۔ یہ سخت موذی اور تباہ کن مرض ہے جس سے بے شمار گھرانے بے چراغ اور بے اولاد بنتے ہیں۔ اس مرض کا مجرب ترین علاج مالک دواخانہ رحمانی نے حضرت قبلہ جناب مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ شاہی طبیب سے سیکھ کر محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ گورنمنٹ آف انڈیا) ایجاد کیں۔ ہزاروں لوگوں کی مجرب اور آزمودہ گولیاں اور گذشتہ پچیس برس سے زیر استعمال ہیں اور جو سوائے ہمارے دواخانہ کے کسی دوسری جگہ سے ہرگز نہیں مل سکتیں۔ ہر شخص جس کے گھر میں یہ موذی مرض لاحق ہو۔ وہ فوراً ہماری محافظ اٹھرا گولیاں طلب کر کے استعمال کرے۔ اور قدرت خدا کا زندہ کرشمہ دیکھے۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک ۱۱ تولہ کیمشت منگانے والے سے ایک روپیہ فی تولہ علاوہ محصولڈاک نوٹ:۔ علاوہ ازیں ہمارے دواخانہ سے تمام ادویات برائے امراض مخصوصہ مردان و زنان اور طاقت اور امراض چشم بہ رعایت مل سکتی ہیں۔

ملنے کا پتہ:۔ عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

لڑکی سے لڑکا

ایام حمل میں ۹ ہفتے تک جبکہ جنین کچی حالت میں ہوتا ہے۔ این ڈی ڈھلن صاحب ایم۔ آر سی پی آئی وغیرہ لنڈن کی تیار کردہ مجرب و آزمودہ تین گولیاں کھلائیں۔ جراثیم نرینہ غالب اور مادینہ مغلوب ہو کر بفضل خدا لڑکا پیدا ہوگا۔ ضرور تصدیق فائدہ اٹھائیں قیمت برائے نام پانچ روپیہ (ﷲ) احمدی دوستوں کو مزید رعایت ہوگی۔ قیمتی تصدیق موجود ہیں

المشتہر:۔ ایم نواب الدین منیجر جیوت اولاد نرینہ میاں محلہ شرالل ضلع گورداسپور

اردو شارٹ ہینڈ

مختصر نویسی کے مستند ماہر و شہرہ آفاق استاد مسٹر جی ایم مہتہ ایف۔ ایس۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔ ٹی۔ ایس۔ ڈی (انگلینڈ) ایم۔ آئی۔ ایس۔ ایم۔ ای۔ ایم (پیرس) پرنسپل صاحب انڈین کارسپونڈنس کالج کی تازہ تصنیف صرف دس آسان سبق کورس میں دریا بکوزہ پراسپکٹس و نمونہ سبق مفت

منیجر انڈین کارسپونڈنس کالج بٹالہ پنجاب

ایک بہت باموقع مکان اندرون قصبہ قادیان

زیر فروخت ہے جو قصبہ کے مشرقی حصہ میں محلہ دارالانوار کے سامنے بڑے چوک میں واقع ہے۔ کل رقبہ (مع سفید زمین متعلقہ) ڈیڑھ کنال سے زائد ہے۔ مالک مکان اپنی کسی خاص ضرورت کی بنا پر بازاری ریٹ سے کسی قدر ارزاں بھی دینے کیلئے تیار ہیں۔ خواہشمند احباب میری معرفت بالمشافہہ یا بذریعہ خط و کتابت تصفیہ کر سکتے ہیں۔ المشتہر

خاکسار محمد احمد مولوی فاضل ایم مولوی محمد اسمعیل صاحب قادیان

ضرورت رشتہ

لڑکا احمدی مبائع عمر قریباً ۳۰ سالہ قوم ترکھان۔ اچھا کاریگر ہے۔ ڈیڑھ روپیہ روزانہ کما لیتا ہے۔ اس کے لئے رشتہ درکار ہے۔ پہلی بیوی فوت شدہ ہے لڑکی نیک احمدیہ امور خانہ داری سے واقف ہو۔ زیور کے علاوہ ایک ہزار روپیہ نقد ہے۔ ضلع سیالکوٹ کا رہنے والا۔ ضلع لائلپور میں کام کرتا ہے۔ خط و کتابت معرفت

محمد شفیع جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ چونڈا نوالہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا الفضل ۱۲ فروری ۱۹۳۳ء آپ کی نظر سے گذرا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے صداقت اسلام کے مضمون میں طب کی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے ہومیوپیتھک علاج کے فائدے بتائے۔ اگر آپ وہ مضمون پڑھیں۔ تو ہومیوپیتھک علاج کے شائق ہو جائیں میں اپنے شوق اور یقین کی بنا پر عرض کرتا ہوں۔ کہ موجودہ زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق پر ایک بڑا احسان کیا۔ کہ ہومیوپیتھک علاج کو عوام کے دلوں میں جگہ دی۔ ان دواؤں کی قلیل مقدار اور عظیم الشان اور دیرپا اثر کو روحانیت والے ہی جان سکتے ہیں۔ اگر اس علاج کو روحانی علاج کہا جائے۔ تو بے جا نہ ہوگا۔

کونسی بیماری ہے۔ جو اس علاج سے شفا نہیں پا سکتی میں تو کہتا ہوں کہ ہومیوپیتھک علاج خطا نہیں کرتا بشرطیکہ حکم ربی ہو۔ ہر مرض کی دوا موجود ہے۔ پورا حال لکھ کر منگا لیجئے۔ کم خرچ ہیں۔

ایم ایچ۔ احمدی ہومیوپیتھ چتور گڈھ میواڑ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

مسٹر جے ایم سین گپتا جو بنگال کے سرکردہ کانگرسی لیڈر تھے۔ ۲۲ جولائی رات کو رانچی میں جہاں نظربند تھے انتقال کر گئے۔ وفات سے چند گھنٹے قبل بالکل تندرست تھے مگر رات کو کھانا کھانیکے بعد سر میں شدید درد ہوا مرض کا حملہ اتنا سخت تھا۔ کہ آپ فوراً بیہوش ہو گئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۴۸ سال تھی۔ لاش کلکتہ لائی گئی۔ اور جلوس نکالا گیا۔

کانگرس کے آئندہ پروگرام کے متعلق مسٹر اینے قائم مقام صدر نے ۲۲ جولائی کو ناگپور سے ایک بیان جاری کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ موجودہ حالات میں سول نافرمانی غیر مشروط طور پر واپس نہیں لی جائے گی۔ البتہ اجتماعی سول نافرمانی اور عدم ادائیگی مالیہ و محاصل کی تحاریک فی الحال بند کر دی جائیں گی لیکن جو شخص اپنی ذمہ داری پر انفرادی سول نافرمانی جاری رکھنا چاہے اس کو ایسا کرنے کا حق ہوگا۔ تمام ان خفیہ سرگرمیوں کا جو اب تک جاری رہی ہیں خاتمہ کر دیا جائے گا تمام کانگرس کمیٹیاں مع آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے توڑ دی جائیں گی۔ لیکن صوبجاتی اور آل انڈیا ڈکٹیٹر موجود رہیں گے۔ سول نافرمانی کا موجودہ التوا ۳۱ جولائی تک رہیگا۔ مسٹر اینے نے اپنے بیان میں یہ بھی کہا ہے کہ میں اپنی گرفتاری کی صورت میں مسٹر جے رام داس دولت رام کو اپنا جانشین مقرر کرتا ہوں۔

برلن میں اعلان کیا گیا ہے کہ عنقریب ایک نیا قانون پاس کیا جائے گا۔ جس کے مطابق ہر اس شخص کو جو کسی سرکاری وزیر یا پولیس اور خاکی قمیص والے نازی والنٹیر پر حملہ کرے گا یا پروپیگنڈا کے ذریعہ نازی حکومت کو بدنام کرنے کی کوشش کرے گا یا گورنمنٹ کے خلاف کوئی اور کارروائی کرے گا۔ اسے موت کی سزا دی جائے گی۔

شملہ سے ۲۳ جولائی کی اطلاع ہے کہ صوبہ سرحد کے گورنر باجوڑی علاقہ کے خانوں کے ایک جرگہ سے ملاقات کر کے انہیں الٹی میٹم دینے والے ہیں کہ اگر انہوں نے مقررہ عرصہ کے اندر اندر لیوسٹہ فقیر کے ایجنٹ کو گورنمنٹ کے حوالے نہ کر دیا۔ تو ان کے علاقہ پر ہوائی جہازوں کے ذریعہ بم گرائے جائیں گے۔ اور اگر بم گرانے پر بھی کامیابی نہ ہوئی۔ تو گورنمنٹ اپنی فوجوں کا استعمال کرے گی۔

نابالغ لڑکیوں کی فروخت رد کنے کے لئے کنور رگھوبیر سنگھ نے اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں ایک بل پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ جس کے رو سے اگر کوئی ماں یا باپ اپنی نابالغ لڑکی کو فروخت کرے گا۔ تو اسے ۲ ماہ قید اور دو سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی جائیگی۔

ننگے سادھوؤں کی حمایت میں مسٹر ہوبیت سنگھ ممبر اسمبلی اس قسم کا بل پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ان کی نقل و حرکت پر جو پابندیاں عائد ہیں۔ انہیں دور کر دیا جائے اور کسی سادھو کو ننگا رہنے کے الزام میں سزا نہ دی جایا کرے۔

جاپانی اخبارات کے بیان کے مطابق حکومت جاپان نے فیصلہ کیا ہے کہ اس سال فوج میں بھرتی ہونے والے رنگروٹوں کی تعداد میں دس ہزار کا اضافہ کر دے۔

ہندوستانی سونا اپریل ۳۲ء سے مارچ ۳۳ء تک شملہ کی ایک اطلاع کے مطابق ۱۵ ملین پونڈ کا غیر ممالک کو بھیجا گیا ہے۔ حالانکہ ۳۲-۱۹۳۱ء اور ۳۱-۱۹۳۰ء میں اس کی مقدار بالترتیب ۲۲ اور ۲۳ ملین پونڈ تھی۔

پیرس سے ۲۳ جولائی کی اطلاع ہے کہ وزیر نو آبادیات نے ایک اعلان کیا ہے۔ جس میں فرانس اور اس کی نو آبادیات میں لوگوں کو برتھ کنٹرول کے طریقے استعمال کرنے یا پمفلٹوں اور پوسٹروں کے ذریعہ اس کا پروپیگنڈا کرنے کی ممانعت کر دی ہے۔

مہاراجہ کوچین نے مسلمان عورتوں کے طلاق حاصل کرنے کا قانون پاس کر دیا ہے۔ اس قانون کے رو سے اگر خاوند پاگل یا کوڑھی ہو یا کسی دوسری خطرناک بیماری میں مبتلا ہو۔ نسبت کے وقت خاوند کی جو حیثیت بتلائی گئی ہو شادی کے وقت اس سے کم ثابت ہو۔ خاوند کی حالت ایسی ہو کہ وہ اپنی بیوی کی معمولی ضروریات بھی پوری نہ کر سکتا ہو یا اگر اپنی بیوی کی ضروریات کی طرف وہ توجہ ہی نہ دیتا ہو تو ان حالات میں عورت طلاق حاصل کر سکے گی۔

خانبہادر حاجی وجیہہ الدین صاحب ایم ایل اے نے اسمبلی میں یہ قرار داد پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے کہ ہندوستانی ارکان اسمبلی کی ایک ایسی کمیٹی مقرر کی جائے۔ جس کے صدر لا ممبر ہوں۔ یہ کمیٹی اس مسئلہ پر غور کرے کہ تمام برطانوی ہند بشمول برما میں ایک ایسا قانون نافذ کیا جائے۔ جس کے رو سے شادیوں کی تنسیخ۔ ازدواجی حقوق اور مسلمانوں کے مسئلہ طلاق کے مسائل کو قابل مسلمانوں کے ذریعہ حل کیا جایا کرے۔

شاہ فیصل ۲۲ جولائی کو لندن سے روانہ ہو گئے۔ آپ نے روانگی کے وقت ملک معظم اور ملکہ کی خدمت میں برطانیہ کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک خط لکھا۔ جس کے جواب میں ملک معظم نے لکھا کہ ہمیں بہت خوشی ہوئی۔ کہ آپ برطانیہ کے متعلق اپنے دل میں نیک رائے لے کر رخصت ہو رہے ہیں۔

بمبئی کے ماہ مئی ۳۲ء کے فرقہ وارانہ فساد کے سلسلہ میں ۸۸۴ مصیبت زدگان نے چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالت میں تاوان کے دعوے دائر کئے تھے۔ ۲۲ جولائی کو جج موصوف ۸۸۴ میں سے ۶۷۲ اشخاص کے لئے ۲ لاکھ پینتالیس ہزار ۱۱۷ روپے منظور کئے۔ ۲۱۲ دعوے نامنظور کر دئے۔

شرح آبیانہ کے سوال پر غور کرنے کے لئے جو کمیٹی حال ہی میں حکومت پنجاب کی طرف سے مقرر کی گئی تھی۔ وہ ۴ اگست کو پنجاب کونسل کے خاتمہ کے فوراً بعد اپنا اجلاس منعقد کرے گی۔

وفد فلسطین ۲۱ جولائی کو حیدر آباد دکن پہنچا۔ جہاں اس کا شاندار استقبال ہوا۔

آل انڈیا مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس ۶ اگست کو سیسل ہوٹل شملہ میں منعقد ہونا قرار پایا ہے۔

استنبول سے ۲۱ جولائی کی خبر ہے کہ ۱۹ جولائی کو دینی زلی میں ایک تباہ کن زلزلہ آیا۔ جس سے بیس اشخاص ہلاک اور بہت سے زخمی ہوئے۔ متعدد مکانات بھی گر پڑے۔ جھٹکے کافی دیر تک محسوس ہوتے رہے۔

پانڈی چری سے آمدہ ایک اطلاع مظہر ہے کہ فرانسیسی ہندوستان کے گورنر نے سرکاری گزٹ میں ایک سرکلر شائع کیا ہے۔ جو فرانس اور اس کے مقبوضات کے لوگوں میں برتھ کنٹرول کے طریقوں کے استعمال کی ممانعت کے متعلق اور فرنچ پارلیمنٹ میں پاس شدہ ایک ایکٹ کی بنا پر ہے۔ اس ایکٹ کے رو سے فرانسیسی علاقہ میں کوئی شخص کسی بھی طریق سے برتھ کنٹرول کا پروپیگنڈا نہیں کر سکے گا۔

مسٹر سین گپتا کی لاش رانچی سے کلکتہ لائی گئی۔ ماتمی جلوس میں ایک لاکھ کے قریب لوگوں نے شرکت کی۔ بھیڑ کی شدت اور گرمی کے باعث تقریباً تین ہزار اشخاص کو سن سٹروک ہو جانے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔

شملہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ گذشتہ ہفتہ سرحد پر ایک ہمندوں کے ایک لشکر نے حلیم زئی قبیلہ پر جو گورنمنٹ ہند کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھتا ہے حملہ کر دیا۔ اس بنا پر پولیس نے پشاور میں رہنے والے دو مہمندوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ جس سے مقصد یہ ہے کہ آزاد علاقہ

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر قادیان سے ہی شائع ہوا۔ ایڈیٹر غلام نبی